www.alrisala.org

الرسالہ

Al-Risala

January 2013 • No. 434 • Rs. 15

منفی نعروں پر قوم کو اٹھانا جھوٹی لیڈری ہے، اور
مثبت پروگرام کے لئے قوم کو متحرک کرنا سچی قیادت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرسالہ

جاری کردہ 1976

اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والا

اسلامی مرکز کا ترجمان

زیر سرپرستی

مولانا وحید الدین خاں

صدر اسلامی مرکز

جنوری 2013

خصوصی شمارہ

حضرت نوح کا پیغمبرانہ رول

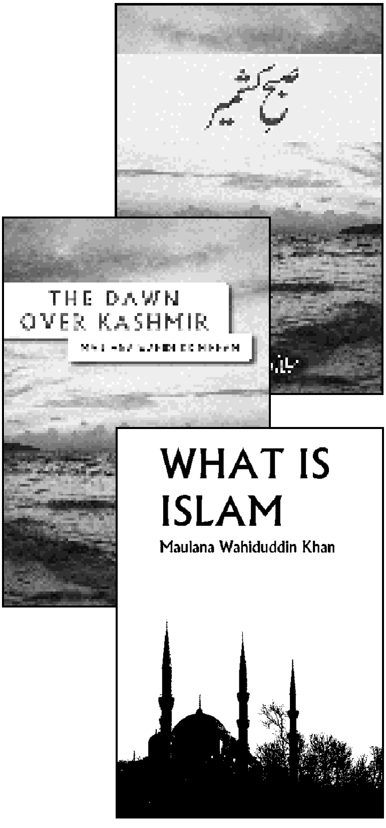

Al-Risala Monthly

1, Nizamuddin West Market
New Delhi-110 013
Tel. 011-41827083, 46521511,
Fax: 011-45651771
email: info@goodwordbooks.com
www.goodwordbooks.com

Subscription Rates
Single copy ₹15
One year ₹150
Two years ₹ 300
Three years ₹ 450

By Registered Mail:
One year ₹400
Two years ₹ 800
Three years ₹1200
Abroad by Air Mail. One year $20

Printed and published by
Saniyasnain Khan on behalf of
Al-Markazul Islami, New Delhi.

Printed at Nice Printing Press,
7/10, Parwana Road,
Khureji Khas, Delhi-110 051

حضرت نوح کا پیغمبرانہ رول

حضرت نوح، حضرت آدم کے بعد آنے والے پیغمبر ہیں۔ وہ حضرت آدم کی دسویں پشت میں پیدا ہوئے۔ حضرت نوح کی زندگی میں ایک انوکھا واقعہ پیش آیا۔ وہ عظیم طوفان (Great Flood) اور کشتی (Ark) کا واقعہ تھا۔ یہ خصوصی واقعہ اللہ کے منصوبے کے تحت ظاہر ہوا۔ یہ واقعہ قبل از تاریخ دور (pre-historical period) میں پیش آیا۔ بظاہر اللہ کو یہ منظور تھا کہ حضرت نوح کا واقعہ بعد تاریخ دور (post-historic period) میں دریافت ہو اور وہ بعد کے زمانے کے لوگوں کے لیے نشانی (sign) بنے، جس سے وہ اپنی زندگی میں سبق حاصل کریں۔

حضرت نوح کا واقعہ مدوّن تاریخ (recorded history) میں موجود نہیں۔ حضرت نوح کے واقعے کو جاننے کے صرف دو ماخذ ہیں — قرآن اور بائبل۔ یہاں دونوں متعلق حوالے نقل کئے جاتے ہیں۔ قرآن کی سورہ نمبر 71 کا نام 'نوح' ہے۔ اِس سورہ کا ترجمہ یہ ہے:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

''ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبر دار کردو، اس سے پہلے کہ ان پر ایک دردناک عذاب آجائے۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو، میں تمھارے لیے ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ تمھارے گناہوں سے درگزر کرے گا اور تم کو ایک متعین وقت تک باقی رکھے گا۔ بے شک جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ٹالا نہیں جاتا۔ کاش، تم اس کو جانتے۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب، میں نے اپنی قوم کو شب و روز پکارا۔ مگر میری پکار نے ان کی دوری ہی میں اضافہ کیا۔ اور میں نے جب بھی ان کو بلایا کہ تو انھیں معاف کردے تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے اوپر اپنے کپڑے لپیٹ لیے اور ضد پر اڑ گئے اور بڑا گھمنڈ کیا۔ پھر میں نے ان کو برملا پکارا۔ پھر میں نے ان کو کھلی تبلیغ کی اور ان کو چپکے سے سمجھایا۔ میں نے کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو،

بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا، اور تمھارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا، اور تمھارے لیے نہریں جاری کرے گا۔ تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے لیے عظمت کے متوقع نہیں ہو۔ حالاں کہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بہ تہ بنائے۔ اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ اور اللہ نے تم کو زمین سے خاص اہتمام سے اگایا۔ پھر وہ تم کو زمین میں واپس لے جائے گا۔ اور پھر اس سے تم کو باہر لے آئے گا۔ اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو ہموار بنایا۔ تا کہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب، انھوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے آدمیوں کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے ان کے گھاٹے ہی میں اضافہ کیا، اور انھوں نے بڑی تدبیریں کیں۔ اور انھوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور تم ہرگز نہ چھوڑنا وَدکو اور سُواع کو اور یغوث کو اور نَسر کو۔ اور انھوں نے بہت لوگوں کو بہکا دیا۔ اور اب تو ان گمراہوں کی گمراہی میں ہی اضافہ کر۔ اپنے گناہوں کے سبب سے وہ غرق کئے گئے، پھر وہ آگ میں داخل کردئے گئے۔ پس انھوں نے اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔ اور نوح نے کہا کہ اے میرے رب، تو ان منکروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا، وہ بدکار اور سخت منکر ہی ہوگا۔ اے میرے رب، میری مغفرت فرما، اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما اور جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو، تو اس کی مغفرت فرما۔ اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو معاف فرمادے اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر''۔ (71:1-27)

قرآن کی سورہ ہود میں حضرت نوح اور ان کے مشن کے بارے میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ قرآن کی اِن آیتوں کا ترجمہ یہ ہے:

''اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اب تمھاری قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا، سوا اس کے جو ایمان لا چکا ہے۔ پس تم ان کاموں پر غمگین نہ ہو جو وہ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے

تم کشتی بناؤ اور ظالموں کے حق میں مجھ سے بات نہ کرو، بے شک یہ لوگ غرق ہوں گے۔ اور نوح کشتی بنانے لگا۔ اور جب اس کی قوم کا کوئی سردار اس پر گزرتا تو وہ اس کی ہنسی اڑاتا، انھوں نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنس رہے ہیں۔ تم جلد جان لوگے کہ وہ کون ہیں جن پر وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کردے اور اس پر وہ عذاب اترتا ہے جو دائمی ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور طوفان ابل پڑا، ہم نے نوح سے کہا کہ ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو اور اپنے گھر والوں کو بھی، سوا ان اشخاص کے جن کی بابت پہلے کہا جاچکا ہے اور سب ایمان والوں کو بھی۔ اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اور نوح نے کہا کہ کشتی میں سوار ہوجاؤ، اللہ کے نام سے اس کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی۔ بیشک میرا رب بخشنے والا، مہربان ہے۔ اور کشتی پہاڑ جیسی موجوں کے درمیان ان کو لے کر چلنے لگی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو اس سے الگ تھا۔ اے میرے بیٹے، ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور منکروں کے ساتھ مت رہ۔ اس نے کہا میں کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی سے بچالے گا۔ نوح نے کہا کہ آج کوئی اللہ کے حکم سے بچانے والا نہیں، مگر وہ جس پر اللہ رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا۔ اور کہا گیا کہ اے زمین، اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان، تھم جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا۔ اور معاملہ کا فیصلہ ہوگیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور کہہ دیا گیا کہ دور ہو ظالموں کی قوم۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے رب، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ خدا نے کہا اے نوح، وہ تیرے گھر والوں میں نہیں۔ اس کے کام خراب ہیں۔ پس مجھ سے اس چیز کے لئے سوال نہ کرو جس کا تمھیں علم نہیں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے نہ بنو۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب، میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں برباد ہوجاؤں گا۔ کہا گیا کہ اے نوح، اترو، ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور برکتوں کے ساتھ، تم پر اور ان گروہوں پر جو تمھارے ساتھ ہیں۔ اور (ان سے ظہور میں آنے والے) گروہ کہ ہم ان کو فائدہ دیں گے، پھر ان کو ہماری

طرف سے ایک دردناک عذاب پکڑ لے گا‘‘۔(11: 36-48)

حضرت نوح کا ذکر بائبل کی کتاب پیدایش (Genesis) میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ یہاں اس کا متعلق حصہ نقل کیا جاتا ہے:

’’نوح راست باز انسان تھا اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں بے عیب تھا اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ نوح کے تین بیٹے تھے: سم، حام اور یافث۔ اب زمین خدا کی نگاہ میں بگڑ چکی تھی اور ظلم وتشدد سے بھری ہوئی تھی۔ خدا نے دیکھا کہ زمین بہت بگڑ چکی ہے، کیوں کہ زمین پر سب لوگوں نے اپنے طور طریقے بگاڑ لیے تھے۔ چناں چہ خدا نے نوح سے کہا: میں سب لوگوں کا خاتمہ کرنے کو ہوں، کیوں کہ زمین ان کی وجہ سے ظلم سے بھر گئی ہے۔ اس لیے میں یقیناً نوع انسان اور زمین دونوں کو تباہ کرڈالوں گا۔ لہٰذا تو گوپھر کی لکڑی کی ایک کشتی بنا۔ اُس میں کمرے بنانا اور اُسے اندر اور باہر سے رال سے پوت دینا۔ تو ایسا کرنا کہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی، پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ہاتھ اونچی ہو۔ تو اس کی چھت سے لے کر ہاتھ بھر نیچے تک روشن دان بنانا۔ کشتی کے اندر تین درجے بنانا، نچلا، درمیانی اور بالائی، اور کشتی کا دروازہ کشتی کے پہلو میں رکھنا۔ دیکھ میں زمین پر پانی کا طوفان لانے والا ہوں، تاکہ آسمان کے نیچے کا ہر جان دار یعنی ہر وہ مخلوق جس میں زندگی کا دم ہے، ہلاک ہوجائے۔ سب جو روئے زمین پر ہیں، مرجائیں گے۔ لیکن تیرے ساتھ میں اپنا عہد باندھوں گا اور تو کشتی میں داخل ہوگا۔ تو اور تیرے ساتھ تیرے بیٹے اور تیری بیوی اور تیرے بیٹوں کی بیویاں۔ اور تو تمام حیوانات میں سے دو دو کو جو نر اور مادہ ہوں، کشتی میں لے آنا، تاکہ وہ تیرے ساتھ زندہ بچیں۔ ہر قسم کے پرندوں، جانوروں اور زمین پر رینگنے والے جانداروں میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تاکہ وہ بھی زندہ بچیں اور تو ہر طرح کی کھانے والی چیز لے کر اپنے پاس جمع کرلینا، تاکہ وہ تیرے اور اُن کے لیے خوراک کا کام دے۔ نوح نے ہر کام ٹھیک اُسی طرح کیا جیسا خدا نے اُسے حکم دیا تھا‘‘۔ (Genesis 6: 9-22)

’’تب خداوند نے نوح سے کہا: تو اپنے پورے خاندان کے ساتھ کشتی میں چلا جا، کیوں کہ میں نے اس نسل میں تجھے ہی راستباز پایا ہے۔ تو تمام پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور مادہ اور

ناپاک جانوروں میں سے دو دو نر اور مادہ ساتھ لے لینا اور ہر قسم کے پرندوں میں سے سات سات نر اور مادہ بھی لینا تا کہ ان کی نسلیں زمین پر باقی رہیں۔ میں سات دن کے بعد زمین پر چالیس دن اور چالیس رات پانی برساؤں گا اور ہر اُس جان دار شے کو جسے میں نے بنایا ہے، مٹادوں گا۔ اور نوح نے وہ سب کیا جس کا خداوند نے اُسے حکم دیا تھا۔ نوح چھ سو برس کا تھا جب زمین پر پانی کا طوفان آیا۔ اور نوح اور اس کے بیٹے اور اُس کی بیوی اور اُس کے بیٹوں کی بیویاں طوفان کے پانی سے بچنے کے لیے کشتی میں داخل ہو گئے۔ پاک اور ناپاک دونوں قسم کے جانوروں اور پرندوں اور زمین پر رینگنے والے جانوروں کے دو دو نر اور مادہ، خدا کے حکم کے مطابق، نوح کے پاس آئے اور کشتی میں داخل ہوئے۔ اور سات دن کے بعد طوفان کا پانی زمین پر آ گیا۔ جب نوح کی عمر کے چھ سوویں برس کے دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ تھی، اُس دن زمین کے نیچے سے سارے چشمے پھوٹ نکلے اور آسمان سے سیلاب کے دروازے کھل گئے۔ اور زمین پر چالیس دن اور چالیس رات لگاتار مینہ برستا رہا۔ اُسی دن نوح اور اُس کی بیوی اپنے تین بیٹوں، سِم، حام اور یافت اور اُن کی بیویوں سمیت کشتی میں داخل ہوئے۔ اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے جنگلی جانور، مویشی، زمین پر رینگنے والے جانور، پرندے اور پروں والے جاندار اُن کے ساتھ تھے۔ یہ تمام جوڑے جن میں زندگی کا دم تھا، نوح کے پاس آئے اور کشتی میں داخل ہو گئے۔ خدا کے نوح کو دیئے ہوئے حکم کے مطابق جو جان دار اندر آئے، وہ نر اور مادہ تھے۔ تب خداوند نے کشتی کا دروازہ بند کر دیا۔ چالیس دن تک زمین پر طوفان جاری رہا اور جوں جوں پانی چڑھتا گیا، کشتی زمین سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ پانی زمین پر چڑھتا گیا اور بہت ہی بڑھ گیا اور کشتی پانی کی سطح پر تیرتی رہی۔ پانی زمین پر اس قدر چڑھ گیا کہ سارے آسمان کے نیچے کے تمام اونچے پہاڑ ڈوب گئے۔ پانی بڑھتے بڑھتے پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھ اوپر چڑھ گیا۔ زمین پر ہر پرندہ، ہر جانور اور ہر انسان گویا ہر جاندار فنا ہو گیا۔ خشکی پر کی ہر شے جس کے نتھنوں میں زندگی کا دم تھا، مر گئی۔ روئے زمین پر کی ہر جاندار شے نابود ہو گئی، کیا انسان، کیا حیوان، کیا زمین پر رینگنے والے جاندار اور کیا ہوا میں اُڑنے والے پرندے، سب کے سب نابود ہو گئے۔ صرف نوح باقی بچا اور وہ جو اُس کے ساتھ

کشتی میں تھا۔اور پانی زمین پر ایک سو پچاس دن تک چڑھتا رہا‘‘ ۔(Genesis 7: 1-24)

’’لیکن خدا نے نوح اور تمام جنگلی جانوروں اور مویشیوں کو جو اُس کے ساتھ کشتی میں تھے، یاد رکھا اور اُس نے زمین پر ہوا چلائی اور پانی رک گیا۔ اب سمندر کے چشمے اور آسمان کے سیلاب کے دروازے بند کردئے گئے اور آسمان سے مینہ برسنا تھم گیا اور پانی رفتہ رفتہ زمین پر سے ہٹتا گیا اور ایک سو پچاس دن کے بعد بہت کم ہوگیا اور ساتویں مہینہ کے سترھویں دن کشتی اراراط کے پہاڑوں میں ایک چوٹی پر ٹک گئی۔ دسویں مہینہ تک پانی گھٹتا رہا اور دسویں مہینہ کے پہلے دن پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں۔ چالیس دن کے بعد نوح نے کشتی کی کھڑکی کھول کر ایک کوّے کو باہر اُڑا دیا جو زمین پر کے پانی کے سوکھ جانے تک ادھر اُدھر اُڑتا رہا۔ تب اُس نے ایک فاختہ کو اڑا دیا، تاکہ یہ دیکھے کہ زمین پر سے پانی ہٹا ہے یا نہیں۔ لیکن اُس فاختہ کو اپنے پنجے ٹیکنے کو جگہ نہ مل سکی، کیوں کہ ابھی تمام روئے زمین پر پانی موجود تھا۔ چناں چہ وہ نوح کے پاس کشتی میں لوٹ آئی۔ تب اُس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے تھام لیا اور کشتی کے اندر لے لیا۔ مزید سات دن انتظار کرنے کے بعد اُس نے پھر سے اُس فاختہ کو کشتی سے باہر بھیجا۔ شام کو جب وہ اُس کے پاس لوٹی تو اُس کی چونچ میں زیتون کی ایک تازہ پتی تھی۔ تب نوح جان گیا کہ پانی زمین پر کم ہوگیا ہے۔ وہ سات دن اور رُکا اور فاختہ کو ایک بار پھر اُڑایا، لیکن اب کی بار وہ اُس کے پاس لوٹ کر نہ آئی۔ نوح کی عمر کے چھ سو برس کے پہلے مہینہ کے پہلے دن تک زمین پر موجود پانی سوکھ گیا۔ تب نوح نے کشتی کی چھت کھولی اور دیکھا کہ زمین کی سطح خشک ہو چکی ہے اور دوسرے مہینہ کے ستائیسویں دن تک زمین بالکل سوکھ گئی۔ تب خدا نے نوح سے کہا: اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں اور اُن کی بیویوں سمیت کشتی سے باہر نکل آ۔ اور تمام جانور اور زمین پر رینگنے والے سبھی جاندار، سب پرندے اور ہر وہ شے جو زمین پر چلتی پھرتی ہے، اپنی اپنی جنس کے مطابق کشتی سے باہر نکل آئے۔ تب نوح نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا اور سب چرندوں اور پرندوں میں سے جن کا کھانا جائز تھا، چند کو لے کر اُس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ جب اُن کی فرحت بخش خوشبو خداوند تک پہنچی تو خداوند نے دل ہی دل میں کہا: میں انسان کے سبب سے پھر کبھی زمین پر

لعنت نہ بھیجوں گا حالاں کہ اُس کے دل کا ہر خیال بچپن ہی سے بدی کی طرف مائل ہوتا ہے اور آئندہ کبھی تمام جانداروں کو ہلاک نہ کروں گا، جیسا میں نے کیا۔ جب تک زمین قائم ہے تب تک بیج بونے اور فصل کاٹنے کے اوقات، خشکی اور حرارت، گرمی اور سردی، اور دن اور رات کبھی موقوف نہ ہوں گے"۔ (Genesis, 8: 1-22)

تبصرہ

حضرت نوح کا جو مشن تھا، وہی تمام پیغمبروں کا مشن تھا۔ حضرت آدم سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے پیغمبر دنیا میں آئے، اُن سب کا واحد مشن یہ تھا کہ وہ انسان کو اللہ کے تخلیقی منصوبہ (creation plan) سے آگاہ کریں۔ وہ ان کو یہ بتائیں کہ موجودہ دنیا ایک دارالامتحان (testing ground) ہے۔ یہاں انسان کو آزادی دے کر یہ امتحان لیا جارہا ہے کہ کون شخص اپنی آزادی کا صحیح استعمال کرتا ہے اور وہ کون شخص ہے جو اپنی آزادی کا غلط استعمال کرتا ہے۔ یہ معاملہ ایک متعین وقت (appointed time) تک کے لیے ہے۔ اس کے بعد قیامت آئے گی اور قرآن کے الفاظ میں، موجودہ دنیا کو بدل کر ایک اور دنیا (13:48) بنائی جائے گی، جہاں امتحان میں کامیاب ہونے والے ابدی جنت میں جگہ پائیں گے اور امتحان میں ناکام ہونے والوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

حضرت نوح نے اپنی قوم کو لمبی مدت تک ہر طرح سمجھایا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ کچھ لوگوں نے آپ کی بات مانی اور زیادہ لوگوں نے آپ کی بات کو ماننے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد وہ وقت آیا جب کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ اب مزید کوئی ماننے والا نہیں ہے، بلکہ معاشرہ اتنا زیادہ بگڑ چکا ہے کہ اس میں جو شخص پیدا ہوگا، وہ صرف غیر صالح بن کر اٹھے گا۔

اُس وقت حضرت نوح نے اللہ کے حکم کے مطابق، دعا کی اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کو طوفانِ نوح کہا جاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے حضرت نوح نے ایک بڑی کشتی بنائی۔ حضرت نوح اور ان کے ماننے والے لوگ اِس کشتی میں سوار ہوئے اور بقیہ تمام لوگ طوفان میں غرق کردئے گئے۔ صالح لوگوں کو بچا کر ابدی جنت کا مستحق قرار دیا گیا اور غیر صالح لوگ ہلاک ہوکر ابدی جہنم کے مستحق بن گئے۔

طوفانِ نوح کے اِس معاملے کی حیثیت ایک تاریخی مثال کی تھی۔ اللہ نے حضرت نوح کے واقعے کی صورت میں یہ مثال قائم کردی کہ آخری زمانے میں جب انسانی تاریخ کے خاتمے کا وقت ہوگا، اُس وقت دوبارہ اسی طرح کا ایک اورزیادہ بڑا ازلزلہ خیز طوفان آئے گا جس کو قرآن میں قیامت کا نام دیا گیا ہے۔ قیامت کے بعد خدائی منصوبے کے مطابق، حیاتِ انسانی کا دوسرا دور شروع ہوگا۔ یہ آخرت کا دور ہوگا جو کہ کامل بھی ہوگا اور ابدی بھی۔

حضرت آدم پہلے انسان بھی تھے اور پہلے پیغمبر بھی۔ اللہ نے حضرت آدم کو جو شریعت دی تھی، اُن کی بعد کی نسلیں اُس شریعت پر باقی رہیں، مگر دھیرے دھیرے ان کے اندر زوال آیا۔ یہ زوال شخصیت پرستی (personality cult) کی صورت میں پیدا ہوا۔

ابتداءً یہ ہوا کہ وہ اپنے بزرگوں، ودّ، سُواع، یغوث، یعوق، نسر (71:23) کے مرنے کے بعد ان کی تعظیم کرنے لگے۔ تعظیم کے بعد ان کے اندر اپنے بزرگوں کی تقدیس کا عقیدہ پیدا ہوا۔ دھیرے دھیرے ایسا ہوا کہ انھوں نے اپنے اِن بزرگوں کے مجسمے بنائے اور پھر ان کی عبادت شروع کردی۔

جب بگاڑ کی یہ حد آئی تو اللہ نے ان کے درمیان اُنھیں کی قوم سے پیغمبر نوح کو پیدا کیا۔ بائبل کے بیان کے مطابق، پیغمبر نوح، حضرت آدم کی دسویں نسل میں پیدا ہوئے۔ حضرت نوح کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر لمبی عمر دی، یعنی 950 سال۔ قرآن کی سورہ نوح (71) میں حضرت نوح کی دعوت کا خلاصہ بتایا گیا ہے۔ دوسرے انبیا کی طرح حضرت نوح کی دعوت بنیادی طور پر دو چیزوں کی طرف تھی — توحید، اور آخرت۔

مگر قوم کا بگاڑ اتنا زیادہ بڑھ چکا تھا کہ چند لوگوں کو چھوڑ کر بقیہ افراد آپ کی دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ قرآن میں اُن کی طرف سے جو قول نقل کیا گیا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: ''انھوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ تم ہرگز نہ چھوڑنا ودّ کو اور سواع کو اور یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو''۔ (71: 23)

یہ صورتِ حال ہمیشہ غلط تقابل (wrong comparison) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

قومِ نوح کے سامنے ایک طرف، ان کا حال کا پیغمبر تھا جو اُن کو بظاہر ایک عام آدمی کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ دوسری طرف، ان کے ماضی کے قومی اکابر تھے، جن کے گرد اُن کے قُصّاص (story tellers) نے مفروضہ کہانیوں کا خوش نما ہالہ بنا رکھا تھا۔ اِس خود ساختہ تقابل میں اُن کو حضرت نوح ایک معمولی انسان نظر آتے تھے (11:27)۔ اس کے برعکس، ماضی کی شخصیتیں ان کو بہت بڑی دکھائی دیتی تھیں۔ یہی غلط تقابل تھا جس نے اُن کے اندر وہ بے اصل یقین (false conviction) پیدا کر دیا جس کی بنا پر وہ اپنے معاصر پیغمبر کا انکار کر دیں۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ قوم کے اندر اب مزید کوئی فرد ایمان لانے والا نہیں ہے تو اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اُس علاقے میں ایک عظیم سیلاب لایا جائے جس میں صالح افراد بچا لیے جائیں اور غیر صالح افراد سب کے سب ہلاک کر دئے جائیں۔ اثریاتی شواہد کے مطابق، قومِ نوح کا مسکن دجلہ اور فرات کے درمیان کا وہ علاقہ تھا جس کو تاریخ میں میسوپوٹامیا (Mesopotamia) کہا جاتا ہے۔

کشتی نوح کا معاملہ

پیغمبر کا انکار کوئی سادہ معاملہ نہیں۔ جو لوگ پیغمبر کا انکار کریں، وہ اِس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ وہ اِس دنیا میں اللہ کے تخلیقی منصوبے کے مطابق، زندگی گزارنے کے لیے تیار نہیں۔ ایسے لوگ اِس مہلت کو کھو دیتے ہیں کہ وہ خدا کی اِس دنیا میں رہنے کا مزید موقع پاسکیں۔ چناں چہ مختلف قسم کے عذاب کے ذریعے اُن کو ہلاک کر دیا جاتا ہے (29:40)۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کے مخاطبین کے ساتھ اِس معاملے میں الگ طریقہ اختیار کیا گیا، یعنی ایک عظیم سیلاب (Great Flood) کے ذریعے غیر صالحین کو ہلاک کر دینا اور جو صالح افراد ہیں، اُن کو ایک کشتی کے ذریعے بچا لینا۔ اِس خصوصی مصلحت کو قرآن کی دو آیتوں میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے: **وجعلناھا اٰیۃً للعالمین** (29:15) یعنی ہم نے اس (کشتی) کو دنیا والوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: **ولقد ترکناھا اٰیۃً فھل من مدّکر** (54:15) یعنی ہم نے اُس (کشتی) کو ایک نشانی کے طور پر باقی رکھا، پھر کوئی ہے سوچنے والا۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح کے معاملے میں کشتی کا طریقہ اِس لیے اختیار کیا گیا، تا کہ وہ محفوظ رہے اور بعد کے لوگوں کے لیے علامتی طور پر وہ خدا کے تخلیقی منصوبے کو جاننے کا ذریعہ بنے۔

کشتی اور طوفان کا طریقہ

حضرت نوح کی قوم میسوپوٹامیا (Mesopotamia) کے علاقے میں آباد تھی۔ اللہ کے حکم کے تحت، وہاں بہت بڑا سیلاب آیا۔ معلوم تاریخ کے مطابق، یہ اپنی نوعیت کا واحد سیلاب تھا۔ جب سیلاب کا پانی اونچا ہوا اور حضرت نوح کی کشتی اس میں تیرنے لگی تو وہ مختلف سمتوں میں جاسکتی تھی، مگر کشتی نے خدائی حکم کے تحت، ترکی کا رخ اختیار کیا۔ بظاہر اس کا سبب یہ تھا کہ میسوپوٹامیا سے قریب ترین پہاڑی سلسلہ جہاں گلیشیر بنتے ہوں، وہ جودی یا ارارات کا سلسلۂ کوہ تھا۔ تقریباً 16 سو کلومیٹر کا سفر طے کرکے کشتی نوح ترکی کے مشرق میں واقع جودی پہاڑ پر پہنچی اور وہاں ٹھہر گئی۔

سیلاب کا پانی اترنے کے بعد یہاں کشتی کے لوگ کشتی سے باہر آ گئے۔ ان میں تین خاص افراد حضرت نوح کے تین بیٹے تھے — حام، سام، یافث۔ بعد کی انسانی نسل اصلاً حضرت نوح کے انھیں تین بیٹوں کے ذریعے چلی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے ایک بیٹے یافث (Japheth) یورپ کے علاقے میں آباد ہوئے اور آپ کے دوسرے بیٹے حام (Ham) افریقہ میں آباد ہوئے۔ اور آپ کے تیسرے بیٹے سام (Shem) ایشیا کے علاقے میں آباد ہوئے۔ حضرت نوح کے زمانے تک جو انسانی نسل تھی، وہ براہِ راست طور پر حضرت آدم کی نسل تھی۔ حضرت نوح کے بعد جو انسانی نسل دنیا میں پھیلی، وہ زیادہ تر حضرت نوح کے انھیں تین بیٹوں کے ذریعے پھیلی۔

حضرت نوح کی کہانی

حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں جو لوگ بچ گئے تھے، وہ بعد کو دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد ہوگئے۔ دھیرے دھیرے ان کی نسلیں بڑھیں اور پورے کرۂ ارض پر پھیل گئیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ عظیم سیلاب (Great Flood) کی کہانی لے کر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً ہر قوم کے اندر ایک عظیم طوفان کی کہانی کسی نہ کسی صورت میں پائی جاتی ہے۔ لمبے عرصے تک حضرت نوح اور ان کے واقعات

صرف ایک افسانہ (myth) سمجھے جاتے رہے۔ تاہم چوں کہ بائبل اور قرآن میں اُن کا ذکر موجود تھا، اِس لئے لوگوں کے ذہن میں، خاص طور پر یہودی علما اور عیسائی علما کے ذہن میں، یہ سوال برابر باقی رہا کہ اگر حضرت نوح کا قصہ ایک حقیقی قصہ ہے تو اس کا تاریخی ثبوت کیا ہے۔ اِس کی تلاش اور تحقیق مسلسل جاری رہی۔ چوں کہ حضرت نوح کا واقعہ بائبل میں تفصیل کے ساتھ آیا تھا، اس لیے وہ یہودی علما اور مسیحی علما کی دلچسپی کا موضوع بن گیا۔ بڑے پیمانے پر اِس موضوع کی تحقیق ہونے لگی، خاص طور پر اُس علاقے کی تحقیق جس کو بائبل میں حضرت نوح کا اور ان کی قوم کا علاقہ بتایا گیا تھا۔

بائبل اور قرآن کا فرق

حضرت نوح اور ان کی کشتی کا ذکر بائبل میں بھی آیا ہے اور قرآن میں بھی، مگر دونوں میں ایک فرق ہے۔ بائبل میں کشتی نوح کا ذکر صرف ماضی کے ایک قصہ کے طور پر آیا۔ قرآن میں واقعہ بیان کرنے کے علاوہ، ایک اور بات بتائی گئی ہے، وہ یہ کہ حضرت نوح کی کشتی اللہ تعالیٰ کے خصوصی انتظام کے تحت محفوظ رکھی گئی اور بعد کے زمانے میں ظاہر ہو کر وہ لوگوں کے لئے سبق بنے گی۔ اس سلسلے میں قرآن کی آیتیں یہاں درج کی جاتی ہیں:

فأنجيناه وأصحاب السفينة وجعلناها آيةً للعالمين (29:15) یعنی پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو بچالیا۔ اور ہم نے اس (کشتی) کو دنیا والوں کے لیے ایک نشانی بنادیا۔

ولقد تركناها آيةً فهل من مدّكر (15:54) یعنی ہم نے اس (کشتی) کو نشانی کے طور پر باقی رکھا، تو کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

إنا لما طغا الماء حملناكم في الجارية. لنجعلها لكم تذكرةً وتعيها أذن واعية (12-69:11) یعنی جب پانی حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کیا، تاکہ ہم اس (کشتی) کو تمھارے لیے یاددہانی کا ذریعہ بنادیں اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

قرآن کی یہ آیتیں ساتویں صدی عیسوی کے رُبع اول میں اتریں۔ اُس وقت ساری دنیا میں

کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت نوح کی کشتی کس مقام پر محفوظ ہے، عرب سے عجم تک ہر ایک کے لیے یہ واقعہ پوری طرح ایک غیر معلوم واقعہ تھا۔

ایسی حالت میں قرآن میں یہ اعلان کیا گیا کہ نوح کی کشتی محفوظ ہے اور وہ مستقبل میں بطور نشانی ظاہر ہونے والی ہے۔ اِس اعلان کی حیثیت ایک غیر معمولی پیشین گوئی کی تھی۔ ہزار سال سے زیادہ مدت تک کشتی نوح کے بارے میں بدستور لاعلمی کی حالت باقی رہی۔ بیسویں صدی کے آخر میں پہلی بار ہوائی تصویر کشی (arial photograhpy) کے ذریعے معلوم ہوا کہ ترکی کی مشرقی سرحد پر واقع پہاڑ کے اوپر کشتی جیسی ایک چیز موجود ہے۔

کشتی نوح کا یہ ظہور خدا کے ایک عظیم منصوبے کا حصہ ہے، بظاہر وہ انسانی تاریخ کے خاتمے کا ایک ابتدائی اعلان ہے۔ کشتی نوح علامتی طور پر بتارہی ہے کہ دوبارہ ایک آخری اور زیادہ بڑا طوفان آنے والا ہے۔ اِس طوفان کے بعد انسان کا ایک دورِ حیات ختم ہوجائے گا اور انسانی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوگا۔ پہلا دور عارضی تھا اور دوسرا دور ابدی ہوگا۔ پہلے دور حیات کا مقام موجودہ دنیا تھی،

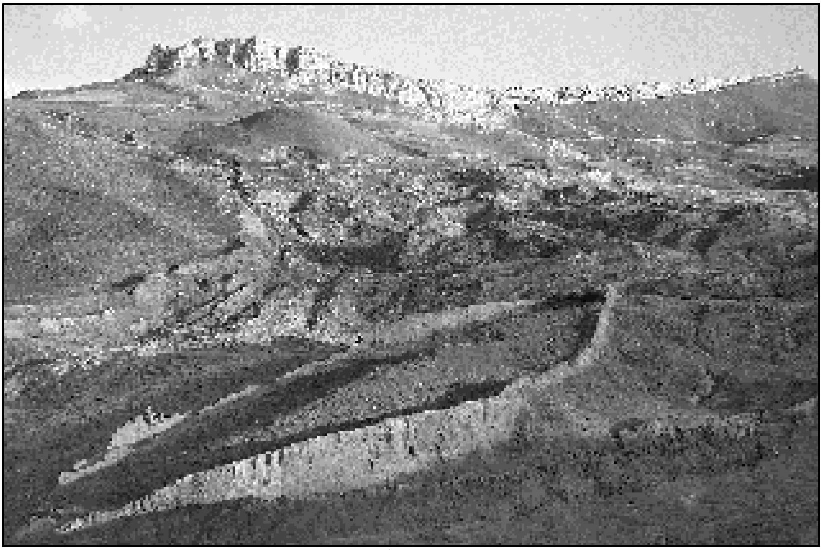

جودی پہاڑ (کوہِ ارارات) پر موجود کشتی نوح کا ایک فضائی منظر

دوسرے دورِ حیات کا مقام آخرت کی دنیا ہوگی۔

قرآن میں بتایا گیا تھا کہ حضرت نوح کی کشتی محفوظ ہے۔اِس کا محفوظ ہونا بے مقصد نہیں ہوسکتا، اِس لیے یہ کہنا درست ہوگا کہ کشتی اِس لیے محفوظ کی گئی ہے، تاکہ وہ بعد کو قیامت سے پہلے ایک تاریخی نشانی کے طور پر ظاہر ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ کشتی نوح کے اس ظہور کی کیا صورت ہوگی۔غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً کشتی نوح کے اِسی ظہورِ ثانی کا واقعہ ہے جس کو قرآن اور حدیث میں "دابۃ" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

غالباً کشتی نوح کے ظہور کا یہی واقعہ ہے جس کو قرآن میں دابّہ (82:27) کے ظہور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دابہ دراصل کشتی نوح کا تمثیلی نام ہے۔ دابہ کے لفظی معنی ہیں رینگنے والا۔ کوئی بھی چیز جو رینگنے کی رفتار سے چلے، اس کو دابہ کہا جائے گا۔ کشتی نوح پانی کے اوپر رینگ کر چلی تھی، اس لیے یہ قیاس کرنا درست ہوگا کہ تمثیلی طور پر اس کو دابہ کہہ دیا گیا۔

کشتی نوح

ترکی کی ایک امتیازی خصوصیت ہے جو کسی دوسرے ملک کو حاصل نہیں، وہ یہ کہ ترکی وہ ملک ہے جو دورِ اول کے پیغمبر حضرت نوح کی کشتی کی آخری منزل بنا۔ جیسا کہ عرض کیا گیا، تقریباً 5 ہزار سال پہلے حضرت نوح کے زمانے میں ایک بڑا طوفان آیا۔ اُس وقت حضرت نوح اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ یہ کشتی قدیم عراق (میسوپوٹامیا) سے چلی اور ترکی کی مشرقی سرحد پر واقع کوہِ ارارات (Ararat Mountain) کی چوٹی پر ٹھہر گئی۔

اِس واقعے کا ذکر بائبل میں اور قرآن میں نیز مختلف تاریخی کتابوں میں بشکلِ کہانی موجود تھا، لیکن کسی کو متعین طور پر معلوم نہ تھا کہ وہ کشتی کہاں ہے۔ اِس کا سبب یہ تھا کہ بعد کے زمانے میں مسلسل برف باری کے دوران یہ کشتی برف کی موٹی تہ (glacier) کے اندر چھپ گئی۔ موجودہ زمانے میں گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں جگہ جگہ گلیشیر پگھلنے لگے۔ چناں چہ ارارات پہاڑ کے گلیشیر بھی پگھل گئے۔ اس کے بعد کشتی قابلِ مشاہدہ بن گئی۔

بیسویں صدی کے آخر میں کچھ لوگوں نے ہوائی جہاز میں پرواز کرتے ہوئے پہاڑ کے اوپر اِس کشتی کو دیکھا۔ اِس طرح کی خبریں برابر آتی رہیں، یہاں تک کہ 2010 میں یہ خبر آئی کہ کچھ ماہرین پہاڑ پر چڑھائی کرکے ارارات کی چوٹی پر پہنچے اور کشتی کا براہِ راست مشاہدہ کیا، پھر انھوں نے کشتی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کی سائنٹفک جانچ کی۔

اِس سائنٹفک جانچ سے معلوم ہوا کہ کشتی کی عمر متعین طور پر چار ہزار آٹھ سو سال ہے، یعنی وہی زمانہ جب کہ معلوم طور پر طوفانِ نوح آیا تھا:

> A group of Chinese and Turkish evangelical explorers said they believe they may have found Noah's Ark—four thousand metres up a mountain in Turkey. The team say they recoverd wooden specimes from a structure on Mount Ararat in eastern Turkey that carbon dating proved was 4,800 years old, around the same time the Ark is said to have been afloat. (*The Times of India*, New Delhi, April 28, 2010)

قرآن میں کشتی نوح کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اُن میں سے ایک وہ ہے جو

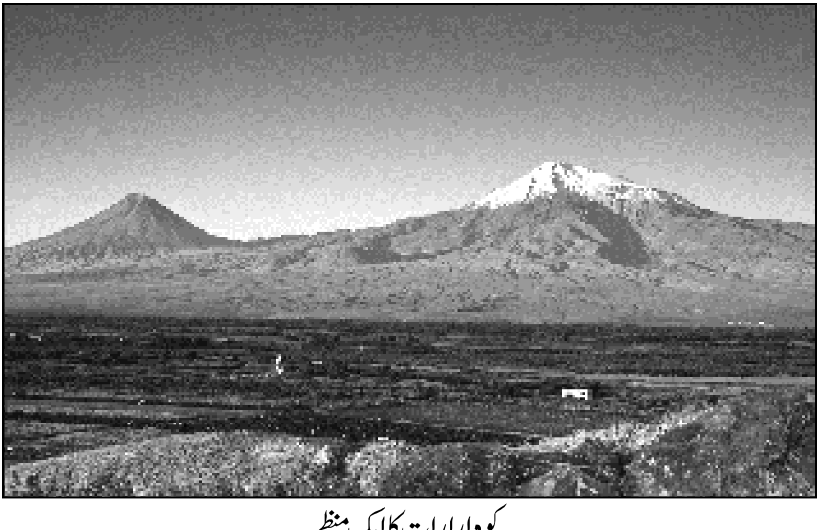

کوہِ ارارات کا ایک منظر

سورہ العنکبوت میں پایا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: فأنجیناہ وأصحابَ السفینة، وجعلناھا اٰیةً للعالمین (29:15) یعنی پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو بچا لیا۔ اور ہم نے اس (کشتی) کو سارے عالم کے لیے ایک نشانی بنا دیا:

Then we saved him and those who were with him in the Ark, and made it a sign for mankind.

حضرت نوح کی کشتی تاریخِ انبیا کی قدیم ترین یادگار ہے۔ قرآن کے مذکورہ بیان کے مطابق، اِس قدیم ترین یادگار کو محفوظ رکھنا اِس لیے تھا، تاکہ وہ بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم میں آئے اور اُن کے لیے دینِ حق کی ایک تاریخی شہادت بنے۔

مگر یہ سادہ بات نہ تھی، اِس عالمی واقعے کو ظہور میں لانے کے لیے بہت سی شرطیں درکار تھیں۔ اِس کے لیے ضروری تھا کہ کشتی کا اِستوا (11:44) ایک ایسے ملک میں ہو جو اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے عالمی رول ادا کرنے کی پوزیشن میں ہو، کشتی نوح کے ظہور کا واقعہ ایک طے شدہ وقت پر پیش آئے، جب کشتی نوح ظاہر ہو تو عالمی کمیونکیشن کا دور آچکا ہو، یہ واقعہ جب ظہور میں آئے تو اُس وقت گلوبل سیاحت (global tourism) کا دور بھی آچکا ہو، پرنٹنگ پریس کا زمانہ آچکا ہو، تاکہ خدا کی کتاب (قرآن) کے مطبوعہ نسخے لوگوں کو دینے کے لیے تیار کیے جاسکیں، دنیا کھلے پن (openness) کے دور میں پہنچ چکی ہو، اِسی کے ساتھ دنیا سے کچھ چیزوں کا خاتمہ ہو چکا ہو۔ مثلاً مذہبی جبر، کٹر پن (rigidity)، علاحدگی پسندی (separatism)، تنگ نظری (narrow-mindness)، وغیرہ۔

ترکی کے پہاڑ (ارارات) پر کشتی نوح کا موجود ہونا استثنائی طور پر ایک انوکھا واقعہ ہے۔ گلیشیر کا پگھلنا جب اِس نوبت کو پہنچے، جب کہ پوری کشتی ظاہر ہو جائے اور وہاں تک پہنچنے کے راستے بھی ہموار ہو جائیں تو بلاشبہہ یہ اتنا بڑا واقعہ ہوگا کہ ترکی نقشہ سیاحت (tourist map) میں نمبر ایک جگہ حاصل کر لے گا۔ ساری دنیا کے لوگ اِس قدیم ترین عجوبہ کو دیکھنے کے لیے ترکی میں ٹوٹ پڑیں گے۔

اِس طرح اہلِ ترکی کو یہ موقع مل جائے گا کہ وہ اپنے ملک میں رہتے ہوئے ساری دنیا

تک خدا کے پیغام کو پہنچا دیں۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب کہ ترکی میں آنے والے سیاحوں کے لیے قرآن سب سے بڑا گفٹ آئٹم (gift item) بن جائے گا جس میں پیشگی طور پر کشتی نوح کی موجودگی کی خبر دے دی گئی تھی۔

حضرت نوح کی تاریخی کشتی

حضرت نوح کی کشتی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔ بعد کو وہ اگر کسی کھلی جگہ پر رہتی تو بہت جلد وہ بوسیدہ ہو کر ختم ہوجاتی۔ مگر جودی کا علاقہ سخت سردی کا علاقہ تھا۔ کشتی کے ٹھہرنے کے بعد یہاں مسلسل طور پر برف باری (snow fall) کا سلسلہ جاری رہا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشتی کے اوپر گلیشیر کی موٹی تہہ جم گئی۔ اس طرح کشتی برف کے موٹے تودے کے نیچے دب کر فرسودگی کے عمل سے محفوظ رہی۔

فطرت کا ایک قانون ہے جس کو ارضیات کی اصطلاح میں فاسلائزیشن (fossilization) کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ فاسل (fossil) سے بنا ہے۔ یہ فطرت کا قانون ہے کہ جب کوئی چیز زمین کے نیچے لمبی مدت تک دبی رہے تو وہ مخصوص کیمیائی عمل (chemical process) کے ذریعے تدریجی طور پر اپنی ماہیت تبدیل کرلیتی ہے، وہ لکڑی یا ہڈی کے بجائے پتھر جیسی چیز بن جاتی ہے۔ فاسلائزیشن کا یہ عمل کم وبیش ایک ہزار سال میں پورا ہوتا ہے اور جب یہ عمل پورا ہوجائے تو وہ چیز اپنی اصل صورت کو باقی رکھتے ہوئے پتھر جیسی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ اِس طرح وہ اِس قابل ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے وجود کو ہمیشہ باقی رکھے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے منصوبے کے مطابق، حضرت نوح کی کشتی کو محفوظ رکھنا تھا۔ اُس وقت جو سیلاب آیا، وہ ایک بڑے علاقے میں پھیلا ہوا تھا، غالباً دجلہ وفرات (عراق) کے علاقے سے لے کر ترکی کی مشرقی سرحد تک۔ اس سیلاب کے اوپر کشتی بہہ رہی تھی۔ خدا کے فیصلے کے تحت کشتی سیلاب میں بہتے ہوئے جودی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی۔ یہاں لمبی مدت تک وہ عمل جاری رہا جس کے نتیجے میں پوری کشتی فاسل (fossil) میں تبدیل ہوگئی۔

حضرت نوح کی کشتی ہزاروں سال تک گلیشیر کے نیچے محفوظ رہی۔ فطرت کے قانون کے مطابق، کشتی پوری کی پوری ایک فاسل (fossil) بن گئی۔ اِس کے بعد ابتدائی طور پر انیسویں صدی عیسوی کا آخری زمانہ آیا، جب کہ گلوبل وارمنگ (global warming) کا دور شروع ہوا۔ گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں یہ ہوا کہ پہاڑوں کے اوپر جمے ہوئے برف کے بڑے بڑے تودے (گلیشیر) دھیرے دھیرے پگھلنے لگے۔ آخر کار یہ ہوا کہ جمی ہوئی برف کا بڑا حصہ پگھل گیا اور وہ پانی کی صورت میں بہہ کر سمندروں میں چلا گیا۔ اس کے بعد برف کے نیچے ڈھکی ہوئی کشتی کھل کر سامنے آ گئی۔

دابہ سے مراد یہی کشتی نوح ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ بہت بامعنی ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ: أوّل ما یبدوا منہا رأسہا (التفسیر المظہری 133/7) دابہ جب نکلے گا تو سب سے پہلے اس کا سر ظاہر ہوگا۔

یہ تمثیل کی صورت میں اُس واقعے کا نہایت درست بیان ہے جو کشتی نوح کے ساتھ پیش آیا۔ گلوبل وارمنگ کے نتیجے میں جب برف پگھلنے لگی تو فطری طور پر کشتی کے اوپر کا حصہ کھلا اور پھر دھیرے دھیرے پوری کشتی سامنے آ گئی۔

کشتی نوح پر غور کیجئے تو اس کا پورا معاملہ ایک خدائی منصوبہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نوح کی قوم کی ہلاکت کے لیے ایک بڑے سیلاب کا طریقہ اختیار کرنا، پھر کشتی نوح کا ایک متعین رخ پر سفر کرتے ہوئے جودی پہاڑ پر پہنچنا، پھر اس کا گلیشیر کے نیچے دب جانا، پھر فاسلائزیشن کے عمل کے ذریعے اس کا مستقل طور پر محفوظ ہو جانا، پھر گلوبل وارمنگ کے ذریعے اس کا کھل کر سامنے آ جانا، پھر بیسویں صدی کا دور آنا، جب کہ پرنٹنگ پریس اور جدید کمیونکیشن اور عالمی سیاحت اور اِس طرح کے دوسرے اسباب کے نتیجے میں یہ ممکن ہو گیا کہ کشتی نوح کو پیغمبروں کی تاریخ کے ایک پوائنٹ آف ریفرنس کے طور پر لیا جائے اور جدید مواقع کو استعمال کرتے ہوئے پیغمبروں کی دعوت کو سارے عالم تک پہنچا دیا جائے۔ کشتی نوح کے بارے میں یہی وہ حقیقت ہے جس کا اشارہ قرآن کے اِن الفاظ میں کیا گیا ہے:

بسم اللہ مجرٖھا ومُرسٰھا (41:11)۔

ارضیاتی شواہد

موجودہ زمانے میں ارضیات (Geology) کے بارے میں بہت زیادہ تحقیقات کی گئی ہیں۔ اِن تحقیقات کے نتیجے میں ایک حقیقت یہ سامنے آئی ہے کہ عراق اور ترکی کے درمیان کا جو علاقہ ہے، اُس میں کئی ہزار سال پہلے بہت بڑا سیلاب آیا تھا۔ یہ سیلاب اتنا بڑا تھا کہ اس نے اُس وقت کی آباد دنیا کو پوری طرح تباہ کردیا۔ اس موضوع پر بہت سی تحقیقات چھپ چکی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تحقیق درج ذیل کتاب کی صورت میں شائع ہوئی ہے جس کو دو مصنفین نے تیار کیا ہے:

Noah's Flood: The New Scientific Discoveries About the Event that Changed History, by William Ryan and Walter Pitman, Published: 1999 by Simon & Schuster, USA, 320 pages

اِن تحقیقات سے یہ بات علمی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ ہزاروں سال پہلے ایک عظیم سیلاب آیا، لیکن محققین اپنے سیکولر (secular) ذہن کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ مختلف قوموں میں اور اِسی طرح بائبل میں نوح کا جو قصہ بیان ہوا ہے، وہ بعد کو اِسی تاریخی واقعے کو لے کر وضع کیا گیا ہے۔ اُن کے نزدیک یہ تاریخی واقعہ کو کہانی کا روپ دینا (mythicization) ہے، حالاں کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ مانا جائے کہ ارضیاتی تحقیق سے جو بات ثابت ہوئی ہے، وہ عظیم سیلاب کے بارے میں اُس واقعے کی تاریخی تصدیق کرتی ہے جو پہلے سے بائبل اور قرآن میں موجود تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ بائبل اور قرآن کے نزول کے زمانے میں حضرت نوح اور ان کے عہد میں آنے والے طوفان کے بارے میں تاریخی طور پر کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ قرآن کے بیان میں مزید یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ مستقبل میں حضرت نوح کی کشتی ظاہر ہوگی اور وہ حضرت نوح کے معاملے کی تاریخی تصدیق کرے گی (54:15)۔

ایسی حالت میں یہ ہونا چاہیے کہ ارضیاتی تحقیق سے جو بات ثابت ہوئی ہے، اس کو بائبل اور

قرآن کی تاریخی تصدیق (historical verification) سمجھا جائے، نہ کہ برعکس طور پر یہ کہا جائے کہ قدیم زمانے میں جو عظیم سیلاب آیا تھا، اُس کی بنیاد پر لوگوں نے فرضی کہانی بنالی۔

Discovery of Human Artifacts Below Surface of Black Sea Backs Theory by Columbia University Faculty of Ancient Flood, By Suzanne Trimel Columbia University, NYC. Columbia University marine geologists William B.F. Ryan and Walter C. Pitman 3rd inspired a wave of archaeological and other scientific interest in the Black Sea region with geologic and climate evidence that a catastrophic flood 7,600years ago destroyed an ancient civilization that played a pivotal role in the spread of early farming into Europe and much of Asia. The National Geographic Society offered astonishing evidence on Wednesday(9-13-00(to support Ryan's and Pitman's theory: the discovery of well-preserved artifacts of human habitation more than 300feet below the Black Sea surface, 12miles off the Turkish coast". This is stunning confirmation of our thesis", Dr. Ryan said from his office at Columbia's Lamont-Doherty Earth Observatory on Tuesday". This is amazing. It's going to rewrite the history of ancient civilizations because it shows unequivocally that the Black Sea flood took place and that the ancient shores of the Black Sea were occupied by humans". Inspiring a re-examination of the role of climate in human history, Drs. Ryan and Pitman's findings in 1996suggested that the terrifying and swift flood may have cast such a long shadow on succeeding cultures that it inspired the biblical story of Noah's ark. Drs. Ryan and Pitman argued their provocative theory in a 1999 book, “Noah's Flood: The New Scientific Discoveries About the Event That Changed History” (Simon Schuster). Ryan and Pitman theorized that the sealed Bosporus strait, which acted as a dam between the Mediterranean and Black seas, broke open when climatic warming at the close of the last glacial period caused icecaps to melt, raising the global sea level. With more than 200 times the force of Niagara Falls, the thundering water flooded the Black Sea, then no more than a large lake, raising its surface up to six inches per day and swallowing 60,0000 square miles in less than a year. (www.earth.columbia.edu)

تاریخی سبق

سیکولر علما کے لیے عظیم انقلاب (Great Flood) یا ارارات کے پہاڑ کے اوپر کشتی کی دریافت محض تاریخ کا ایک سبجکٹ ہے، مگر قرآن کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑے سبق کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ واقعہ یاد دلاتا ہے کہ حضرت نوح کے زمانے میں جو طوفان آیا تھا، وہ بعد کو آنے والے زیادہ بڑے طوفان کے لیے ایک پیشگی خبر ہے۔ یہ دریافت گویا ایک وارننگ ہے کہ لوگ متنبہ ہوجائیں اور اُس وقت کے آنے سے پہلے وہ اس کے لیے ضروری تیاری کرلیں۔

حضرت نوح دورِ تاریخ سے پہلے کے پیغمبر ہیں، اِس لیے مدوّن تاریخ میں اُن کا حوالہ موجود نہیں۔ مگر قرآن کا بیان ہے کہ نوح کی کشتی کو خدا باقی رکھے گا، تاکہ وہ بعد والوں کے لیے نشانی ثابت ہو (54:15)۔ عظیم طوفان اور ارارات پہاڑ کے اوپر کشتی کی دریافت قرآن کے اِس بیان کی ایک تاریخی تصدیق (hostorical verification) کی حیثیت رکھتی ہے۔

سبق کا پہلو

ایک طویل روایت میں فرشتے کی زبان سے یہ الفاظ آئے ہیں: محمدٌ فَرْقٌ بين الناس (صحيح البخاري، رقم الحديث: 6852) فرق کا لفظی مطلب ہے: الفصل بين الشيئين- (دو چیزوں کے درمیان فرق کرنا)۔ یعنی محمد، انسانوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

اِس حدیثِ رسول کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایسا مشن جاری ہوگا جو صالح اور غیر صالح افراد کو ایک دوسرے سے جدا کردے، تاکہ اللہ ایک گروہ کے لیے انعام کا فیصلہ فرمائے اور دوسرے گروہ کے لیے سزا کا فیصلہ۔

یہ بات صرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص نہیں ہے، یہی معاملہ تمام پیغمبروں کا ہے۔ خدا کی طرف سے جتنے پیغمبر آئے، وہ سب اِسی مقصد کے لیے آئے، تاکہ ان کے ذریعے ایک ایسی تحریک چلائی جائے جو انسانوں کو ایک دوسرے سے چھانٹ دے، صالح افراد الگ

ہوجائیں اور غیر صالح افراد الگ، تاکہ اِس کے بعد ایک معلوم حقیقت کے طور پر لوگوں کے لیے جنت یا جہنم کا فیصلہ کردیا جائے۔

قدیم زمانے میں جو انبیا آئے، اُن میں سے کم از کم دو ایسے پیغمبر ہیں جنھوں نے اِس معاملے میں ایک تاریخی شہادت (historical evidence) چھوڑی جو لوگوں کے لیے مستقل طور پر منصوبہ الٰہی کے بارے میں تاریخی یاددہانی (historical reminder) کا کام کرتی رہے۔

اِس معاملے میں ایک تاریخی مثال وہ ہے جس کا تعلق حضرت موسیٰ سے ہے۔ حضرت موسیٰ نے قدیم مصر میں اپنا دعوتی کام انجام دیا۔ اس کے نتیجے میں آخر کار وہ وقت آیا، جب کہ دو گروہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ ایک، بنی اسرائیل کا گروہ، جس نے حضرت موسی کے پیغام کو قبول کیا اور دوسرے، فرعون اور اس کے ساتھی، جنھوں نے حضرت موسیٰ کے پیغام کو رد کردیا۔ اِس کے بعد قانونِ الٰہی کے مطابق، ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی الگ کرکے بچا لئے گئے، اور فرعون اور اس کے ساتھی سمندر میں غرق کردئے گئے۔

اِس معاملے کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن میں بتایا گیا ہے کہ جب آخری وقت آگیا اور فرعون غرق ہونے لگا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فالیوم ننجّیك ببدنك لتكون لمن خلفك آیة (92:10) یعنی آج ہم تیرے بدن کو بچائیں گے، تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بنے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول پورا ہوا اور حضرت موسیٰ کے ہم عصر فرعون کی لاش کو حنوط کاری (mummification) کے ذریعے اہرامِ مصر میں محفوظ کردیا گیا۔ فرعون کا یہ جسم اہرامِ مصر میں موجود تھا۔ انیسویں صدی کے آخر میں کچھ مغربی ماہرین نے اس کو نکالا اور کاربن ڈیٹنگ (carbon datinhg) کے ذریعے اس کی تاریخ معلوم کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جسم اُسی فرعون کا ہے جو حضرت موسیٰ کا معاصر (contemporary) تھا۔

فرعون کے جسم کا اِس طرح محفوظ رہنا کوئی سادہ بات نہیں، وہ ایک تاریخی واقعے کی علامتی مثال ہے۔ فرعون کا یہ جسم جو قاہرہ (مصر) کے میوزیم میں محفوظ ہے، وہ اپنی خاموش زبان میں یہ بتا رہا ہے کہ

آخرکار انسان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، وہ یہ کہ خدائی منصوبے کے تحت، صالح بندوں کو غیر صالح بندوں سے الگ کردیا جائے اور پھر صالح بندوں کو ابدی جنت میں عزت کی جگہ دی جائے اور غیر صالح لوگوں کو ابدی جہنم میں ذلت کی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

اس قسم کی دوسری مثال حضرت نوح کی ہے۔ حضرت نوح قدیم عراق (Mesopotamia) کے علاقہ میں آئے۔ وہ بہت لمبی مدت تک وہاں کے لوگوں کو بتاتے رہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کرکے آزاد نہیں چھوڑ دیا ہے، بلکہ وہ تمھارا امتحان لے رہا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ کون اپنی آزادی کا صحیح استعمال کررہا ہے اور کون غلط استعال کررہا ہے۔

جب امتحان کی مدت پوری ہوگی تو خدا کا فیصلہ ظاہر ہوگا اور اچھے انسان اور برے انسان دونوں چھانٹ کر ایک دوسرے سے الگ کردئے جائیں گے۔ اس کے بعد اچھے لوگوں کو جنت میں داخلہ ملے گا اور برے لوگوں کو جہنم میں۔

طوفان سے پہلے حضرت نوح نے اللہ کے حکم سے پیشگی طور پر ایک بڑی کشتی بنالی تھی۔ حضرت نوح اور آپ کے ماننے والے لوگ کشتی میں سوار ہوگئے۔ یہ لوگ اس کشتی کے ذریعے سیلاب کے اوپر تیرتے ہوئے محفوظ رہے۔

اُس وقت اللہ نے جو کہا تھا، اس کو قرآن میں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: قیل یا نوح اهبط بسلام منا وبركات عليك وعلى أمم ممن معك، و أمم سنمتعهم ثم يمسهم منا عذاب أليم (11:48)

یہ بات پانچ ہزار سال پہلے کی ہے، جب کہ دنیا میں نہ کوئی تہذیب تھی اور نہ کوئی ٹکنالوجی۔ یہ بات اگرچہ بائبل اور قرآن میں بتائی گئی تھی، لیکن لوگ اس کو مذہبی افسانہ (religious myth) سمجھتے تھے، مگر عجیب بات ہے کہ بیسویں صدی کے آخر میں یہ دونوں باتیں ایک معلوم واقعہ بن گئیں۔ ایک طرف، عراق اور شام کے علاقے میں ایسے آثار ملے جو بتاتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک بہت بڑا سیلاب آیا تھا، اور دوسری طرف کشتی نوح جو بھاری برف کے نیچے دبی ہوئی تھی، وہ برف کے

پگھلنے سے سامنے آگئی۔ یہ واقعہ ترکی کی مشرقی سرحد پر واقع پہاڑ کے اوپر پیش آیا۔

بیسویں صدی کے وسط تک اِس پورے معاملے کو فرضی کہانی سمجھا جاتا تھا، مگر اب خالص تاریخی شواہد کی بنا پر یہ مان لیا گیا ہے کہ اس علاقے میں ایک ایسا بڑا اسیلاب آیا تھا جو نہ اس سے پہلے کبھی آیا اور نہ اس کے بعد۔ یہاں اِس سلسلے میں تفسیر ماجدی سے ایک حوالہ نقل کیا جاتا ہے:

The story of Noachion deluge, so long dismissed as legendary, has at last come to be recognized as'hisotorical disaster for which material evidence has bee found in the soil of Ur).Woolly, ‘Abraham’, p. 170)

Archaelogical evidence has established the reality of the Flood). Marston, ‘The Bible Comes Aline’, p. 33)

Both Sumerian and Hebrew legends speak of a flood which destroyed the habitable world as they knew it).Lt. Col. Wagstaff, a distinguished explorer)

یہی معاملہ کشتی نوح کا ہے۔ قدیم زمانے میں کشتی نوح کا معاملہ ایک مذہبی افسانہ سمجھا جاتا تھا، مگر اب وہ ایک تاریخی واقعہ بن چکا ہے۔

کوئی بھی شخص ترکی کی مشرقی سرحد پر واقع پہاڑی سلسلے کے اوپر ہوائی پرواز کرکے کشتی کو دیکھ سکتا ہے۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب کہ یہ مقام ٹورسٹ میپ (tourist map) میں خصوصی جگہ حاصل کرلے۔ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ترک گورنمنٹ اِس علاقے کو سیاحتی مقام کے طور پر ڈیولپ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔

اسلام کی تعلیمات کے مطابق، جب انسانی تاریخ کے خاتمہ کا وقت آئے گا اور آخرت کا دور شروع ہوگا تو فرشتہ اسرافیل صور پھونکے گا۔ یہ صور آواز کی صورت میں نئے دور کی آمد کا اعلان ہوگا۔ کشتی نوح کا ظہور اسی قسم کا ایک واقعہ ہے، صرف اس فرق کے ساتھ کہ صور اسرافیل کے ذریعے جس حقیقت کا اعلان زبانِ قال کی صورت میں کیا جائے گا، کشتی نوح زبانِ حال کی صورت میں اُسی حقیقت کو بیان کرے گی۔

Two members of the search team that claims to have found Noah’s Ark on Mount Ararat in Turkey responded to skepticism by saying that there is no plausible explanation for what they found other than it is the fabled biblical boat that weathered a storm that raged 40days and 40nights and flooded the entire Earth. Noah's Ark Ministries International (NAMI) held a press conference April 25, 2010 in Hong Kong to present their findings and say they were “99.9 percent sure” that a wooden structure found at a 12,000-ft. elevation and dated as 4,800years old was Noah’s Ark. Noah's Ark Ministries International is a subsidiary of Hong Kong-based Media Evangelism Limited, founded in 1989 to publish multimedia for evangelizing". We don't have anything to hide". says Clara Wei, who is a team member. She says that massive wooden planks, some 20meters long, were found in wooden rooms and hallways buried in the ice atop Mount Ararat in Eastern Turkey. People could not carry such heavy wood to such a height, nor can vehicles access such a remote location on the mountain. Turkish officials from Agri Province, the location of Mount Ararat, also attended this week’s press conference in Hong Kong. Lieutenant governor Murat Güven and Cultural Ministries Director Muhsin Bulut, both provincial officials, believe the discovery is likely Noah’s Ark, according to the announcement posted on the team's website. Culture and Tourism Minister of Turkey, Ertugrul Gunay, welcomed the finding and said it could boost tourism, according to local newspaper today's Zaman. (www.csmonitor.com)

کشتی نوح یا دابہ

قرآن کی سورہ النمل میں یہ آیت آئی ہے: وإذا وقع القول علیهم أخرجنا لهم دابةً من الأرض تکلمهم أن الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون (82:27) یعنی جب اُن پر بات آپڑے گی تو ہم اُن کے لیے زمین سے ایک دابہ نکالیں گے جو اُن سے کلام کرے گا کہ

لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

قرآن اور حدیث دونوں میں بتایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ایک دابہ نکلے گا۔ دابہ کا ظہور گویا انسانی تاریخ کے ایک دور کا خاتمہ اور دوسرے دور کے آغاز کی علامت ہوگا۔ دابہ کا ظہور عملاً سارے انسانوں کے لیے آخری اتمامِ حجت کے ہم معنی ہوگا۔ اس کے بعد وہی واقعہ زیادہ بڑے پیمانے پر ہوگا جو حضرت نوح کے زمانے میں پیش آیا تھا، یعنی دوبارہ ایک بڑے طوفان کے ذریعے انسانوں میں سے صالح افراد کو بچا لینا اور غیر صالح افراد کو ہلاک کر دینا۔

حدیث کی کتابوں میں دابہ کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں، اُن میں زیادہ مستند اور معتبر روایت وہ ہے جو صحیح مسلم میں آئی ہے۔ اِس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ایک دابہ نکلے گا (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 158)۔

اِس روایت میں اُن باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہے جو دوسری روایتوں میں آئی ہے۔ مثلاً دابہ کے ساتھ موسی کا عصا ہونا اور سلیمان کی انگشتری ہونا، وغیرہ۔ ان دوسری روایات میں کافی تعارض پایا جاتا ہے، اس لیے محقق علمانے صحیح مسلم کی مذکورہ روایت کے علاوہ، دوسری روایتوں کو عام طور پر ضعیف یا موضوع بتایا ہے۔ مثلاً امام رازی، علامہ آلوسی، علامہ البانی، وغیرہ۔ اس معاملے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ دابہ کو صرف دابہ کے معنی میں لیا جائے اور اس سے منسوب بقیہ تفصیلات کو غیر معتبر سمجھ کر اُن کو نظر انداز کر دیا جائے۔

دابہ کی تحقیق

دابہ کے لفظی معنی ہیں رینگنے والا (creeper)۔ اپنے استعمال کے اعتبار سے، دابہ کا لفظ حیوان کے لیے خاص نہیں ہے، وہ کسی بھی ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو رینگنے کی رفتار سے چلے۔ یہ استعمال عربی زبان اور غیر عربی زبان دونوں میں پایا جاتا ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے: دبّ الشراب في عروقه (مشروب کا اثر رگوں میں سرایت کر گیا)۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ: دبّ الجدول (نہر میں پانی کا جاری ہونا)۔ اسی طرح

کہا جاتا ہے: دبّ السُّقم في الجسم (جسم میں بیماری کا سرایت کرنا)۔ اسی لیے ایک مخصوص آلۂ حرب کو 'دبّابة' کہا جاتا ہے۔

اِس مقصد کے لیے دبابہ کا لفظ قدیم زمانے سے رائج ہے۔ قدیم زمانے میں دشمن کے قلعے تک پہنچنے کے لیے یہ کرتے تھے کہ معکوس یو (inverted U) کی شکل میں ایک گاڑی بناتے تھے جس کے نیچے پہیہ لگا ہوتا تھا۔ فوجی اس کے اندر داخل ہوجاتا اور پہیہ کے ذریعے اس کو چلاتا ہوا قلعے کی دیوار تک پہنچ جاتا اور پھر قلعے کی دیوار میں نقب لگا کر اس کے اندر داخل ہوجاتا۔ اس آلۂ حرب کو دبابہ کہا جاتا تھا۔

دبابہ کی یہ قدیم ٹیکنک آج کے مشینی دور میں بھی رائج ہے۔ اِسی اصول کے مطابق، موجودہ زمانے میں ٹینک (tank) بنائے گئے ہیں۔ موجودہ مشینی ٹینک کو بھی دبابہ کہا جاتا ہے، یعنی وہ حربی گاڑی جو پہیے پر چلتی ہوئی دشمن کے قلعہ تک پہنچ جائے۔

دبابہ کی تشریح کے تحت یہی بات عربی لغات میں آئی ہے۔ مثلاً لسان العرب کے الفاظ یہ ہیں: الدّبابةُ: آلة تُتَّخذ من جلود و خشبة، يدخل فيها الرجال، ويقرّبونها من الحصن المحاصر لينقبوه، وتقيم مايرمون به من فوقهم- وفي حديث عمر رضي الله عنه قال: كيف تصنعون بالحصون؟ قال: نتخذ دبّاباتٍ يدخل فيها الرجال- (371/1)

رینگنے کا لفظ اپنے اِسی توسیعی مفہوم میں ہر زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً گھنے کہر میں ٹرین آہستہ رفتار سے چلتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ٹرین رینگ رہی ہے۔ امریکا کے ناولسٹ جیمس بالڈون (James Baldwin) نے اپنی ایک کہانی میں کشتی کے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں— پرانی کشتی پانی کے اوپر گھونگھے کی رفتار سے رینگ رہی ہے:

The old boat creaps over the water no faster than a snail.

1- قرآن کی سورہ النمل کی آیتِ دابہ میں 'تکلم' بمعنی ینطق نہیں ہے، بلکہ وہ یدلّ کے

معنی میں ہے، یعنی دلالت کرنا،شہادت دینا- لفظ ’کلام‘ کے مادّہ کا یہ استعمال خود قرآن میں دوسرے مقام پرموجود ہے-مثلاً سورہ الروم میں ارشاد ہوا ہے:أم أنزلنا علیهم سلطاناً فهو یتكلّم بما كانوا به یشركون(30:35) یعنی کیا ہم نے اُن پرکوئی سند اتاری ہے کہ وہ اُن کو خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہہ رہی ہے-

جس طرح سورہ الروم کی اِس آیت میں کلام بزبانِ حال کے معنی میں آیا ہے، اِسی طرح سورہ النمل کی مذکورہ آیت میں کلام کا مادہ کلامِ حال کے معنی میں آیا ہے،یعنی دونوں ہی آیتوں میں کلام کا مادہ زبانِ حال کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے، نہ کہ زبانِ قال کے مفہوم میں-

آیت کا آخری ٹکڑا یہ ہے:

2- أنّ الناس كانوا بآیاتنا لایوقنون — یہاں آیات (signs) سے کیا مراد ہے- اِس کی وضاحت قرآن کی اِس آیت سے ہوتی ہے: قیل یا نوح اهبط بسلام منا وبركات علیك وعلى أمم ممن معك وأمم سنمتعهم ثم یمسّهم منا عذاب ألیم (11:48)-

اِس آیت میں ’’مسِّ عذاب‘‘ کا ذکر ہے-اسی کے ساتھ یہاں ایک اور چیز محذوف ہے، وہ یہ کہ کچھ افراد بچا لئے جائیں گے جس طرح کشتی نوح کے افراد بچا لئے گئے اور دوسرے لوگ جو عذاب کے مستحق تھے، وہ ہلاک کردئے گئے— سفینہ کا لفظ حضرت نوح کی کشتی کو بتاتا ہے اور دابہ کا لفظ اُس کشتی کے رول کو-

قرآن کی آیتِ دابّہ کے حسب ذیل تین حصے ہیں:

1. وإذا وقع القول علیهم -

2. أخرجنا لهم دابة من الأرض-

3. تكلمهم أن الناس كانوا بآیاتنا لایوقنون (82:27)-

آیت کے پہلے حصے کا تعلق اللہ کے فیصلے سے ہے، یعنی دابہ کا خروج اُس وقت ہوگا جب کہ اللہ تعالی

موجودہ دنیا میں انسانی تاریخ کے خاتمے کا فیصلہ فرما دے۔ آیت کے دوسرے حصے کا تعلق قدرتی حالات سے ہے، یعنی فطری اسباب کے تحت ایسے حالات کا پیدا ہونا جب کہ دابہ (کشتی نوح) کا برفانی کور (cover) ہٹ جائے اور وہ پورے طور پر لوگوں کے سامنے آجائے۔

آیت کے تیسرے حصے کا تعلق انسان سے ہے، یعنی جب ایسا ہوگا تو یہ انسان کی ذمے داری ہوگی کہ وہ اِس واقعے کو لے کر اس کی تاریخ لوگوں کے سامنے بیان کرے، اِس واقعے میں سبق کا جو پہلو ہے، اس سے لوگوں کو باخبر کرے۔ آیت کا تیسرا حصہ جو انسان سے متعلق ہے، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ قرآن کو ماننے والے اس وقت اٹھیں اور قرآن کو تمام لوگوں تک پہنچائیں، کیوں کہ دابہ (کشتی نوح) کا ظہور قرآن کی پیشین گوئی کی تصدیق ہوگی۔

یہ واقعہ لوگوں کے لئے اِس بات کی دعوت ہوگا کہ وہ قرآن کو خدا کی کتاب سمجھ کر پڑھیں اور اس کے ذریعے اُس پیغام کو جو اللہ کی طرف سے پیغمبروں کے ذریعہ بھیجا گیا تھا، اُس کو ایک ثابت شدہ صداقت کی حیثیت سے قبول کرلیں۔

کشتی کا انتخاب کیوں

صورِ اسرافیل قیامت کا ناطق اعلان ہے اور کشتی نوح (دابّہ) قیامت کا غیر ناطق اعلان۔ صورِ اسرافیل جس حقیقت کو بول کر بتائے گا، اسی حقیقت کا اعلان خاموش زبان میں کشتی نوح (دابہ) کے ذریعے کیا جائے گا۔

اِس مقصد کے لئے کشتی کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ حسب ذیل پہلوؤں پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں کشتی ہی اس مقصد کا سب سے زیادہ بہتر ذریعہ بن سکتی تھی:

1۔ سنت اللہ کے مطابق، کشتی کے لئے لفظِ دابّہ کی صورت میں ایک ملتبَس نام (disguised name) درکار تھا اور کشتی کے لئے لفظِ دابّہ کی صورت میں ایک ملتبس نام نہایت آسانی سے حاصل ہوتا ہے۔

2۔ مطلوب مقصد کے لئے ایک ایسی چیز درکار تھی جو طوفان میں تیر کر ایک جگہ سے دوسری جگہ

جائے۔ یہ کام صرف کشتی کے ذریعے ہوسکتا تھا۔

3۔ اِس کام کے لئے ایک ایسا ذریعہ درکار تھا جو کچھ لوگوں کو بچائے اور کچھ لوگوں کو تباہ کردے۔ یہ کام بھی صرف کشتی کے ذریعے ممکن تھا۔

4۔ اِس کام کے لئے ایک ایسی چیز کی ضرورت تھی جو ہزاروں سال تک برف کے نیچے دب کر باقی رہے اور بعد کو ظاہر ہوکر وہ لوگوں کے سامنے آئے۔

5۔ کشتی کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ وہ کیمیائی عمل کے تحت فاسل (fossil) بن کر محفوظ رہے، تاکہ وہ بعد والوں کے لئے ایک نشانی بنے۔

یہ تمام صفات کشتی میں موجود تھیں۔ مزید یہ کہ اللہ کی سنت (6:8) کے مطابق، کشتی وہ واحد چیز تھی جس کے لیے دابّہ کی صورت میں ایک ملتبس نام (disguised name) مل سکتا تھا۔ اللہ کی سنت کے مطابق، کشتی کا حوالہ کشتی کے نام سے دینا مطلوب نہیں تھا، بلکہ اس کا حوالہ ایک ایسے بالواسطہ نام کے ذریعہ دینا مطلوب تھا جس کو صرف غور کرکے سمجھا جاسکتا ہو۔ اِس کے لیے دابہ نہایت موزوں نام تھا، کیوں کہ کشتی بھی پانی پر رینگتی ہے اور دابّہ کے لفظی معنی ہیں رینگنے والا۔

قرآن میں ہے کہ جب وقت آئے گا تو ہم، لوگوں کے لئے زمین سے ایک دابہ (رینگنے والا) نکالیں گے (27:82)۔ یہ الفاظ بہت خوبی کے ساتھ اصل واقعہ کو بتاتے ہیں۔ کیوں کہ کشتی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، وہ یہ تھا کہ اس کے اوپر برف کی بہت موٹی تہ جم گئی۔ پھر گلوبل وارمنگ کے زمانے میں برف پگھلنا شروع ہوئی تو دھیرے دھیرے کشتی کھل کر سامنے آگئی۔ ''رینگنے والی چیز'' کا زمین سے نکلنا بالکل لفظی طور پر اِس واقعہ کی تصویر کشی کررہا ہے۔

قرآن میں دابہ کا ذکر جہاں آیا ہے، وہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ دابہ لوگوں سے ''کلام'' کرے گا اور یہ خبر دے گا کہ لوگوں نے اللہ کی آیتوں (signs) پر یقین نہیں کیا۔ قرآن میں دابہ کے بارے میں اتنا ہی بتایا گیا ہے۔ قرآن میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ لوگ دابہ کی بات سنیں گے تو اس کے بعد تمام لوگ اس کو ماننے والے بن جائیں گے۔ قرآن سے یہ تو ثابت ہے کہ دابہ لوگوں سے ''کلام'' کرے گا،

لیکن یہ بات قرآن میں نہیں ہے کہ لوگ دابہ کے کلام کو سن کر اُس کے مومن بن جائیں گے۔

اِس سے مستنبط ہوتا ہے کہ دابہ (کشتی نوح) کا ظہور دوبارہ اُسی نوعیت کا ہوگا جیسے کہ نوح کے زمانے میں ہوا تھا۔ حضرت نوح کی دعوت وتبلیغ سے ان کے زمانے کے بہت کم لوگ اُن پر ایمان لائے۔ اِسی طرح یہی معاملہ بعد کے زمانے میں بھی پیش آئے گا، یعنی دوسری بار بھی صرف کچھ لوگ اس سے اثر قبول کریں گے اور زیادہ لوگ اس کو نظر انداز کردیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعد کے زمانے میں دابہ (کشتی نوح) کا ظہور صرف اعلان کے لئے ہوگا۔ اس کے نتیجے میں ایسا نہیں ہوگا کہ تمام لوگ اس کے مومن بن جائیں اور دنیا میں کوئی خدا کا انکار کرنے والا باقی نہ رہے۔

پیغمبرانہ یادگاریں

حضرت نوح سے حضرت محمد تک خدا کے بہت سے پیغمبر دنیا میں آئے۔ اُن میں سے تین پیغمبر ایسے ہیں جن کی مادی یادگاریں آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔ یہ تین پیغمبر ہیں — حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت محمد۔ تین پیغمبروں کی یہ مادی یادگاریں علامتی طور پر دعوت کے تین دور کو بتاتی ہیں۔ پہلی مادی یادگار حضرت نوح علیہ السلام کی ہے، جو ایک کشتی کی صورت میں آج بھی موجود ہے۔ یہ کشتی علامتی طور پر بتاتی ہے کہ ایسا ہونے والا نہیں کہ انسانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، بلکہ تمام پیدا ہونے والے انسانوں کو آخر کار دو گروہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

یہ تقسیم لوگوں کے ریکارڈ (record) کے مطابق ہوگی۔ اور پھر اچھے ریکارڈ والوں کے لیے جنت کا فیصلہ کیا جائے گا اور برے ریکارڈ والوں کے لیے جہنم کا فیصلہ۔ دوسری مادی یادگار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو کعبہ کی صورت میں آج بھی مکہ میں موجود ہے۔

کعبہ علامتی طور پر اُس غیر معمولی منصوبہ بندی (extraordinary planning) کی یادگار ہے جب کہ یہاں کے صحرائی علاقہ میں حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیل کو بسایا اور پھر توالد اور تناسل کے لمبے دور کے بعد وہ نسل تیار ہوئی جس کو بنو اسماعیل

کہا جاتا ہے۔رسول اور اصحابِ رسول اسی نسل کے منتخب افراد تھے۔یہ ایک استثنائی گروہ تھا جس کو ایک مستشرق نے ہیروؤں کی قوم (a nation of heroes) کہا ہے۔

تیسری مادی یادگار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو مدینہ کی مسجد نبوی کی صورت میں موجود ہے۔مسجد نبوی کے اندر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر واقع ہے۔

حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کی غیر معمولی کوشش سے انسانی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا۔اس نئے دور کو دورِ شرک کا خاتمہ اور دورِ توحید کا آغاز کہا جاسکتا ہے۔حضرت محمد اور آپ کے اصحاب نے انسانی تاریخ میں ایک نئے عمل (process) کا آغاز کیا۔اِس کے نتیجہ میں وہ انقلابی واقعہ پیش آیا جس کو قرآن میں اظہارِ دین (48:28) کہا گیا ہے۔

اظہارِ دین سے مراد کوئی سیاسی اظہار نہیں ہے، اِس سے مراد زیادہ وسیع نوعیت کا ایک ہمہ جہتی اظہار ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ عالمی واقعہ پیش آیا جس کو انفجارِ مواقع (opportunity explosion) کہا جاسکتا ہے۔

حضرت محمد اور آپ کے اصحاب کے ذریعے تاریخ میں جو عمل (process) شروع ہوا، وہ اکیسویں صدی عیسوی میں اپنی آخری تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔اِس انقلاب کے مختلف پہلو ہیں۔مثلاً مذہبی آزادی، توحید کے حق میں سائنسی شواہد، عالمی کمیونکیشن، گلوبل موبلٹی (global mobility)، پرنٹنگ پریس، سیاست کا ڈی سینٹرلائزیشن (decentralization of political power)، اداروں کا دور (age of institutions)، وغیرہ۔

اِنھیں جدید مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ نئے حالات کے نتیجہ میں حضرت نوح کی کشتی ظاہر ہوکر لوگوں کے سامنے آگئی جو کہ کئی ہزار سال تک برف کی بھاری تہہ کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔

دابہ کا نکلنا

قرآن کی سورہ النمل میں قیامت سے پہلے کی ایک نشانی کا ذکر اِن الفاظ میں کیا گیا ہے: **وإذا وقع القول علیہ أخرجنا لھم دابّۃ من الأرض تکلّھم أن الناس کانوا بآیاتنا**

لا یوقنون (27:82) اور جب ان پر بات واقع ہوجائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک دابّہ نکالیں گے جو اُن سے کلام کرے گا کہ لوگ ہمارے نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

قرآن کی یہ آیت 1400 سال سے غیر واضح بنی ہوئی تھی، لیکن حضرت نوح کی کشتی کے بارے میں حال میں جو معلومات سامنے آئی ہیں، اس کی روشنی میں محفوظ طور پر یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ دابہ سے مراد غالباً حضرت نوح کی کشتی ہے، یعنی پانی کے اوپر رینگنے والا دابہ۔ قرآن میں حضرت نوح کی کشتی کو ایک نشانی (آیت) کہا گیا ہے۔ اِسی طرح قرآن میں دابہ کو بھی ایک آیت کہا گیا ہے۔ کشتی نوح اور دابہ کے درمیان یہ مشابہت بہت بامعنی ہے۔ آغازِ انسانی سے اللہ نے یہ انتظام کیا کہ ہر دور میں خدا کے پیغمبر آئیں اور انسان کو بتائیں کہ ان کے بارے میں اللہ کا تخلیقی منصوبہ (creation plan) کیا ہے، مگر انسان نے اپنی سرکشی کی بنا پر یہ کیا کہ اس نے پیغمبروں کو نظر انداز کیا، حتی کہ انسانیت کی مدون تاریخ (recorded history) میں پیغمبروں کا اندراج نہ ہوسکا، پیغمبر عقیدہ کا معاملہ بن گئے، نہ کہ تاریخی طور پر ثابت شدہ حقیقت کا معاملہ۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان نے بظاہر تخلیق (creation) کو جانا، مگر وہ مقصدِ تخلیق (purpose of creation) سے بالکل بے خبر رہا۔

قرآن کی مذکورہ آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ایسا ہوگا کہ اِس مِتھ (myth) کو توڑ دیا جائے گا۔ اور اِس مِتھ کو توڑنے کا ذریعہ ایک پیغمبر کی ایک تاریخی نشانی کا ظہور ہوگا، جس کا ذکر بائبل اور قرآن دونوں میں موجود ہے۔ اِس طرح مذہبی عقیدہ ایک علمی مسلّمہ بن جائے گا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، دابہ کا لفظی مطلب ہے رینگنے والا۔ حضرت نوح کی کشتی پانی پر رینگنے والی سواری تھی۔ وہ طوفان کے اوپر چلتی ہوئی ترکی کے سرحدی پہاڑ ارارات (Ararat) پر پہنچ گئی۔

اب اکیسویں صدی میں کشتی نوح کا یہ معاملہ ایک واقعہ بن کر سامنے آگیا ہے۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب کہ وہ پوری طرح منظر عام پر آجائے اور پھر زبانِ حال سے کلام کرکے لوگوں کو بتائے کہ پیغمبر کی جس نشانی کا تم انکار کرتے رہے ہے، وہ اب تمھارے سامنے عیاناً موجود ہے۔

حضرت نوح نے براہِ راست طور پر اپنی قوم سے اور بالواسطہ طور پر تمام انسانیت کو بتایا تھا کہ

اللہ کے منصوبے کے مطابق، مقصدِ تخلیق کیا ہے۔ سیارہ ارض پر انسان کا قیام ایک مقرر مدت تک ہے (71:4) یعنی ایک مقرر وقت (apppointed time) تک دنیا میں حالتِ امتحان میں رہنا اور اس کے بعد آخرت میں اللہ کے سامنے حساب کے لئے پیش کردیا جانا۔ یہی زندگی کی وہ حقیقت ہے جس کو حضرت نوح نے اور دوسرے پیغمبروں نے انسان کو بتایا، لیکن انسان نے اس پیغمبرانہ انتباہ (warning) کو اپنے ریکارڈ سے خارج کردیا۔

دابہ کے ظہور کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی، لیکن دونوں جگہ اس کا ذکر مستقبل کی پیشین گوئی کے طور پر ہے، اِس لیے دابہ کے بارے میں شارحین اور مفسرین کی مختلف رائیں ہیں۔ دابہ کے بارے میں مزید مطالعے کے بعد اب میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں، اس کو میں نے اِس مضمون میں درج کردیا ہے۔ اب تک کی معلومات کے مطابق، یہی رائے مجھ کو زیادہ درست معلوم ہوتی ہے: هذا ما عندي، و العلم عند الله۔

اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق، کئی بار ایسا ہوا کہ کسی پیغمبر کی قوم پر انکار کے نتیجے میں عذاب آیا۔ مگر دوسرے تمام پیغمبروں کے معاملے میں جو صورت اختیار کی گئی، وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہوا تو پیغمبر کے ماننے والوں سے کہا گیا کہ تم بستی کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ جب وہ بستی کو چھوڑ کر دور کے علاقہ میں گئے تو مقامی طور پر شدید طوفان یا زلزلہ کے ذریعے منکر قوم کو تباہ کردیا گیا، مگر حضرت نوح کی قوم کے معاملے میں ایک بالکل مختلف طریقہ اختیار کیا گیا۔

حضرت نوح نے لمبی مدت تک اپنی قوم کو خدا کا پیغام پہنچایا۔ کچھ لوگ آپ پر ایمان لائے اور زیادہ تر لوگ منکر بن گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ تم ایک بڑی کشتی بناؤ۔ اس میں اہلِ ایمان کو اور اسی کے ساتھ مویشیوں کے جوڑوں کو سوار کرو۔ جب یہ سب ہوگیا اور لوگ کشتی میں سوار ہو چکے تو بہت بڑا سیلاب آیا۔ پانی زمین سے بھی نکلا اور آسمان سے بھی برسا۔ پانی کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ اس کی سطح پہاڑی کی چوٹی تک پہنچ گئی۔

اِسی مختلف انداز کی بنا پر یہ ہوا کہ حضرت نوح کی کشتی بعد کی انسانی نسلوں کے لیے محفوظ رہے۔

اِس کی وجہ سے یہ ہوا کہ کشتی زمین سے اوپر اٹھ کر پہاڑ کی بلندی تک پہنچ گئی۔

کشتی نوح کے بارے میں جو بات قرآن میں کہی گئی ہے، اس کی مزید تفصیل دابہ والی آیت سے معلوم ہوتی ہے۔ اِس آیت میں یہ الفاظ ہیں: تکلّمھم أن الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون (27:82)۔اِس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ دابہ بتائے گا کہ لوگ اللہ کی نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔

اِس آیت میں آیات (نشانیوں) سے مراد پچھلے ادوار میں اللہ کے پیغمبروں کا ظہور ہے۔ اللہ کا ہر پیغمبر اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہوتا تھا، مگر قدیم زمانے میں پیغمبروں کے معاصرین نے پیغمبروں کا انکار کیا۔ اِس واقعے کا ذکر قرآن میں اِس طرح کیا گیا ہے: ''جو رسول بھی اُن کے پاس آیا، وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے'' ۔(36:30)

پیغمبروں کا آیتِ الٰہی ہونا اُن کے مخاطبین کے لیے مجرد ایک نظری شہادت (theoretical evidence) کے ہم معنی ہوتا تھا، اِسی لیے وہ ان کی تکذیب کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ پیغمبر اور پیغمبری کے حق میں ایک مادی شہادت (material evidence) قائم ہو، اور کشتی نوح بمعنی دابہ غالباً اِسی قسم کی ایک مادی شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

موجودہ زمانے میں کشتی نوح ظاہر ہو کر بزبانِ حال یہ کہہ رہی ہے کہ اے انسانو، تم نے پیغمبر نوح اوران کے خدائی مشن کا انکار کیا۔ تم نے اپنی تاریخ سے اُن کو اِس طرح حذف کیا جیسے کہ کبھی ان کا وجود ہی نہ تھا۔ اب عیاناً وہ تمھارے سامنے اِس طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ اس کا انکار تمھارے لیے ممکن نہیں۔ نظری شہادت کا معاملہ اختیاری اعتراف کی حیثیت رکھتا تھا، مگر مادی شہادت کا معاملہ جبری اعتراف کا درجہ رکھتا ہے۔ اب انسان کے لیے اِس بات کا کوئی منطقی جواز باقی نہیں رہا کہ وہ پیغمبر اور پیغمبرانہ مشن کے معاملے میں انکار کا طریقہ اختیار کرے۔

موجودہ زمانے میں کشتی نوح کا ظہور دینِ خداوندی کے لیے ایک عظیم تاریخی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، مگر عجیب بات ہے کہ اِس معاملے میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ واقعہ تمام تر مسیحی علما اور یہودی علما کی تحقیقات کے ذریعے انسانی علم میں آیا۔ کیوں کہ قرآن کے علاوہ، کشتی نوح کا ذکر

بائبل (Old Testament) میں موجود تھا، اِس لیے وہ مسیحی علما اور یہودی علما کا موضوعِ تحقیق بن گیا۔ انھوں نے جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اس کی تحقیق کی اور پھر اپنے نتائجِ تحقیق کو شائع کرکے اس کو عام کردیا۔

قرآن اور بائبل کے بیان کا فرق

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اِس معاملے میں بائبل کے بیان اور قرآن کے بیان میں ایک فرق پایا جاتا ہے۔ بائبل میں کشتی نوح (Noah's Ark) کا ذکر تفصیل سے آیا ہے، مگر ایک بات بائبل میں سرے سے موجود نہیں، اور وہ یہ پیشین گوئی ہے کہ کشتی نوح بعد کے زمانے میں ظاہر ہوگی اور وہ اللہ کی آیت (نشانی) بنے گی۔ کشتی نوح کے اِس پہلو کا ذکر قرآن میں ایک سے زیادہ بار آیا ہے، لیکن بائبل میں وہ سرے سے موجود نہیں۔

یہ اِس بات کا اشارہ تھا کہ قرآن کے مومنین بعد کے زمانے میں کشتی نوح کو تلاش کریں اور اس کو دریافت کرکے بعد کے لوگوں کے لیے اس کو حجت بنادیں۔ یہ کام وہ لوگ کرسکتے تھے جن کے اندر سائنسی تحقیق کا ذوق ہو، مگر موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ سائنسی تحقیق کے ذوق سے مکمل طور پر خالی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسیحی اور یہودی علما اِس معاملے کی تحقیق نہ کرتے تو شاید تاریخِ نبوت کے اِس معاملے سے انسان ابھی تک بے خبر رہتا۔

کشتی نوح کا ظاہر ہونا کوئی سادہ بات نہیں۔ یہ قیامت سے پہلے قیامت کی آمد کا اعلان ہے۔ یہ اُس تاریخی واقعے کا اعلان ہے کہ خالق نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے اپنی مرضی سے باخبر کیا، مگر انسان نے اِس کو نظر انداز کیا۔ یہ تخلیقِ خداوندی اور تاریخ انسانی کے درمیان فرق کو ختم کرنے کا اعلان ہے جس کو انسان نے قائم کررکھا تھا، یعنی خالق کے مقرر کردہ منصوبہ تخلیق کو نظر انداز کرکے زمین پر زندگی گزارنا۔

قیامت کا دن حقیقت کے کلّی ظہور کا دن ہے۔ اِس سے پہلے کشتی نوح (Noa's Ark) کا ظہور حقیقت کے جزئی ظہور کا دن ہوگا۔ کشتی نوح کا ظہور علامتی طور پر بتائے گا کہ دنیا کے خالق نے

انسان کے لیے جونقشۂ حیات مقرر کیا تھا اور پیغمبروں کے ذریعے جس کا علم بھیجا تھا، انسان نے اس کو کامل طور پر نظر انداز کیا، حتی کہ اس کو اپنی تاریخ سے حذف کر دیا۔ کشتی نوح کا ظہور اِس حذف شدہ تاریخ کو دوبارہ سامنے لانے کے ہم معنی ہوگا۔

یہی وہ وقت ہوگا جب کہ خدا کی محفوظ کتاب قرآن کو تمام انسانوں کے سامنے لایا جائے، کیوں کہ قرآن واحد کتاب ہے جس میں پیغمبروں کی تاریخ اور خدا کے منصوبۂ تخلیق کو واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ کشتی نوح کا ظہور تاریخ انسانی کے ایک گم شدہ باب کی دریافت ہوگا اور قرآن تاریخ کے اِس گم شدہ باب کا مستند بیان (authentic statement)۔

کشتی نوح اور ترکی

جیسا کہ عرض کیا گیا، حضرت نوح کی کشتی عراق (میسوپوٹامیا) کے علاقہ سے روانہ ہوئی۔ وہ اپنے چاروں طرف مختلف مقامات کی طرف جاسکتی تھی، لیکن اس نے ایک خاص رخ پر اپنا سفر کیا۔ پھر وہ چلتی ہوئی ترکی کے مشرقی سرحد پر واقع ایک پہاڑ کے اوپر ٹھہر گئی۔

ایسا کیوں ہوا۔ حضرت نوح کی کشتی کے لئے مختلف آپشن (option) موجود تھے، لیکن اس نے صرف ایک ہی آپشن لیا اور وہ ترکی کے پہاڑ کا آپشن تھا۔ ایسا بلاشبہہ خدا کی ہدایت پر ہوا۔ اِس معاملے کو اتفاقی واقعہ کے طور پر نہیں لے سکتے۔ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اس کو خالق کے منصوبے کے تحت پیش آنے والا واقعہ سمجھیں۔

اس معاملے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی کشتی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو جو رول مطلوب ہے، اس رول کے لئے زیادہ موزوں مقام اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر، ترکی (Turkey) تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ بعد کے زمانے میں ترکی ایک مسلم ملک بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ترکی ایسا ملک ہے جو مشرقی دنیا اور مغربی دنیا کے درمیان جنکشن (junction) کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مختلف اسباب سے ترکی میں ساری دنیا کے سیاح کثرت سے آئیں گے۔

اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم تھا کہ مسلم ملکوں کی لمبی فہرست میں ترکی وہ واحد ملک ہوگا جو مذہبی کٹرپن (religious fanaticism) سے خالی ہوگا اور اس بنا پر وہ سب سے زیادہ موزوں ملک ہوگا جہاں سے کشتی نوح کا مطلوب رول ادا کیا جاسکے۔

یہ مطلوب رول کیا ہے۔ وہ بلاشبہہ دعوت ہے، یعنی اللہ کے تخلیقی منصوبہ سے تمام مرد اور عورت باخبر ہوجائیں۔ اِس مقصد کے لئے کشتی نوح ایک تاریخی شہادت (historical evidence) کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ اُس خدائی منصوبہ کی ایک تاریخی یادگار ہے جس کا ظہور حضرت نوح کے ذریعہ ہوا۔ کشتی نوح براہِ راست طور پر حضرت نوح کی تاریخ کی مادی شہادت ہے اور بالواسطہ طور پر تمام نبیوں کی تاریخ کی مادی شہادت۔

اللہ تعالیٰ کو مطلوب تھا کہ قیامت سے پہلے تمام انسانوں کے سامنے اس بات کا محسوس اعلان ہوجائے کہ انسان کے بارے میں اللہ کا منصوبۂ تخلیق کیا تھا۔ کشتی نوح اس خدائی منصوبہ تخلیق (creation plan of God) کی ایک ناقابلِ انکار شہادت ہے۔ اور مختلف اسباب سے اِس شہادت کی ادائیگی کے لئے سب سے زیادہ موزوں مقام ترکی تھا۔

ضرورت ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان عموماً اور ترکی کے مسلمان خصوصاً اس خدائی منصوبے کو سمجھیں اور اس منصوبے کی تکمیل کے لئے وہ سارا اہتمام کریں جو اس کے لئے ضروری ہو۔ مثال کے طور پر وہ کشتی نوح کے مقام کو ایک اعلیٰ درجہ کے ٹورسٹ اسپاٹ (Tourist Spot) کے طور پر ڈولپ (develop) کریں۔ وہ وہاں آمد ورفت کی تمام سہولتیں مہیا کریں۔ پھر وہاں اعلیٰ معیار پر وہ یہ انتظام کریں کہ وہاں تربیت یافتہ افراد موجود ہوں، لائبریری موجود ہو۔ وہاں قرآن کا ترجمہ مختلف زبانوں میں برائے ڈسٹری بیوشن یا برائے فروخت موجود ہو۔ وہاں اِس بات کا اعلیٰ انتظام کیا جائے کہ کشتی نوح کے حوالے سے پیغمبرانہ مشن لوگوں کے سامنے اطمینان بخش صورت میں آسکے۔ گویا کہ کشتی نوح کے ظہور کا یہ مقام صرف ایک کشتی کے ظہور کا مقام نہ رہے، بلکہ وہ پورے معنوں میں جدید ترین معیار کا ایک دعوتی سنٹر بن جائے۔

خدا کے تخلیقی منصوبے کے مطابق، ہماری زمین کے لئے دو سیلاب مقدر تھا — ایک، حضرت نوح کے زمانے کا سیلاب اور دوسرا، وہ جو تاریخ بشری کے خاتمے پر پیش آئے گا۔ کشتی نوح پہلے سیلاب کے لئے تاریخی یادگار کی حیثیت رکھتی ہے، اور دوسرے سیلاب کے لئے اس کی حیثیت تاریخی ریمائنڈر (historical reminder) کی ہے۔

اکیسویں صدی عیسوی کے ربعِ اول میں کشتی نوح (دابہ) کا ظہور گویا اِس بات کی وارننگ ہے کہ لوگو، تیاری کرو، کیوں کہ آخری طوفان کا وقت قریب آ گیا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اِس خدائی منصوبے کو سمجھیں اور اس کی تکمیل کرکے اللہ کے یہاں اجرِ عظیم کے مستحق بنیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں سال تک برف کے تودے میں دبے رہنے کے بعد کشتی نوح کا ظاہر ہونا صورِ اسرافیل سے پہلے کے دور کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ اِس کے بعد اگلا واقعہ صرف صورِ اسرافیل ہوگا جو گویا اِس بات کا آخری اعلان ہوگا کہ عمل کرنے کا وقت ختم ہو چکا اور عمل کا انجام پانے کا دور آ گیا۔

عالمی دعوت کی پیشین گوئی

ایک روایت کے مطابق، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یبقی علی ظهر الأرض بیت مدر ولا وبر إلا أدخله الله كلمةَ الإسلام، بعزّ عزيز أو ذلّ ذليل (مسند احمد، رقم الحدیث: 24215) یعنی زمین کے اوپر کوئی گھر یا خیمہ نہیں بچے گا، مگر اللہ وہاں اسلام کا کلمہ داخل کردے گا، عزت والے کو عزت کے ساتھ اور ذلت والے کو ذلت کے ساتھ:

> The day will come when the word of God will enter in every home, big or small of the globe, willingly or unwillingly.

اِس حدیث میں یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ مستقبل میں ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ یہ ممکن ہوجائے کہ خدا کا کلمہ (word of God) زمین پر بسنے والے تمام انسانوں تک پہنچ جائے۔ عالمی دعوت کا یہ واقعہ کوئی پُراسرار واقعہ نہیں ہے۔ فطرت کے قانون کے مطابق، یہ واقعہ انسانوں کے ذریعہ

معروف وسائل کے تحت انجام پائے گا، نہ کہ فرشتوں کے ذریعے یا کسی طلسماتی طریقے کے ذریعے۔

اللہ کو جب کوئی کام مطلوب ہوتا ہے تو اُس کی طرف سے موافق حالات فراہم کئے جاتے ہیں، مگر کوئی اعلان نہیں کیا جاتا۔ یہ انسان کی ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی عقل کو استعمال کرکے فطرت کے اشارے کو سمجھے اور اس کو مطلوب مقصد کے لیے استعمال کرے۔ اس کی ایک مثال بارش کا معاملہ ہے۔ بارش اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، لیکن یہ کسان کا کام ہے کہ وہ بارش کے خاموش پیغام کو سنے اور اس کو زراعت کے لیے استعمال کرے۔

یہی معاملہ دعوت کا ہے۔ موجودہ زمانہ بالکل نیا زمانہ ہے۔ اِس زمانے میں بہت سی ایسی چیزیں وجود میں آئی ہیں جو انتہائی حد تک دعوت الی اللہ کے لیے موافق ہیں۔ مثلاً مذہبی آزادی، پرنٹنگ پریس، سیاحت اور دوسرے مقاصد کے تحت انسانوں کی عالمی حمل ونقل، جدید کمیونکیشن، پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کے ذرائع، اسفار کی سہولتیں، وغیرہ۔

اِس قسم کے واقعات خاموش زبان میں اعلان کررہے ہیں کہ اللہ کے ماننے والو، اٹھو، حدیث میں جس عالمی دعوت کی پیشین گوئی کی گئی تھی، اس کے مواقع آخری حد تک کھل چکے ہیں۔ اِن مواقع کو استعمال کرو۔ اِن مواقع کو استعمال کرتے ہوئے اللہ کے پیغام کو تمام انسانوں تک پہنچادو، تاکہ زمین پر بسنے والا کوئی بھی مرد یا عورت اللہ کے تخلیقی منصوبہ (creation plan) سے بے خبر نہ رہے۔

قدیم زمانے میں کوئی بڑا کام حکومت کی حمایت کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا، کیوں کہ تمام مواقع حکومت کے قبضے میں ہوتے تھے۔ موجودہ زمانے میں یہ ہوا ہے کہ مواقع (opportunities) کو سیاسی اقتدار سے الگ کردیا گیا ہے۔

قدیم زمانہ اگر حکومت کا زمانہ تھا تو موجودہ زمانہ اداروں (institutions) اور آرگنائزیشن (organizations) کا زمانہ ہے۔ اب اداروں اور تنظیموں کے ذریعے زیادہ بڑے پیمانے پر وہ سب کیا جاسکتا ہے جو حکومت کے ذریعے صرف جزئی طور پر متوقع ہوتا تھا۔ اِسی طرح آج یہ ممکن ہوگیا ہے کہ قدیم پولٹکل ایمپائر سے بھی زیادہ بڑے پیمانے پر دعوہ ایمپائر قائم کیا جائے۔ قدیم حالات میں

پولٹکل ایمپائر صرف محدود جغرافی علاقہ میں قائم ہوسکتا تھا۔ جدید حالات میں ای ایمپائر (e-empire) کسی رکاوٹ کے بغیر پورے کرہ ارض کی سطح پر قائم کیا جاسکتا ہے۔ یہ عالمی امکانات بلاشبہہ صرف دعوت الی اللہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

امت محمدی کا مشن

امت محمدی کا مشن کیا ہے۔ وہ صرف ایک ہے، اور وہ ہے— پیغام محمدی کو ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں پہنچاتے رہنا۔ نسل درنسل اس کو جاری رکھنا، یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ یہی امتِ محمدی کا واحد مشن ہے۔ یہی امت محمدی کا اصل فریضہ ہے۔

امتِ محمدی کی دنیا وآخرت کی سعادت اسی دعوتی مشن کی انجام دہی پر منحصر ہے۔ اِس کے سوا کوئی اور کام ان کو فلاح وسعادت سے ہم کنار کرنے والا نہیں، نہ موجودہ دنیا میں اور نہ آخرت کی دنیا میں۔

حضرت نوح کی اہمیت

قرآن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی کشتی کو آیت (sign) کا درجہ دے دیا: ولقد ترکناھا اٰیۃً فھل من مدکر (54:15) یعنی ہم نے کشتی کو ایک نشانی کے طور پر باقی رکھا، تو کیا ہے کوئی نصیحت لینے والا۔

اِس تذکیری مقصد کے اعتبار سے حضرت نوح کا انتخاب سب سے زیادہ موزوں انتخاب ہے۔ حضرت نوح قبل تاریخ دور میں پیدا ہوئے، اِس لئے ہزاروں سال تک یہ سمجھا جاتا رہا کہ خالص تاریخی اعتبار سے حضرت نوح کا کوئی وجود نہیں۔

ایسی حالت میں بائبل اور قرآن میں حضرت نوح اور ان کی کشتی کا ذکر کوئی سادہ بات نہ تھی۔ اِس کی حیثیت نامعلوم تاریخ کے بارے میں ایک پیشین گوئی (prediction) کی تھی۔

اِس اعتبار سے دیکھئے تو کشتی اور طوفانِ نوح کا بطور ایک تاریخی واقعہ دریافت ہونا بے حد اہم ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی نوعیت کے بارے میں قرآن کا بیان بالکل درست ہے۔

پیغمبروں نے جس آخرت اور اس کے محاسبہ کی خبر دی تھی، وہ بالکل صحیح خبر تھی - دابہ کا ظہور گویا اِسی حقیقت کا ایک خاموش اعلان ہے-

اب آخری وقت آ گیا ہے کہ انسان بیدار ہو- وہ دابہ کی خاموش آواز کو سنے، وہ قرآن کا دوبارہ مطالعہ کرے- وہ خدا کے تخلیقی نقشہ (creation plan of God) کو سامنے رکھ کر اپنے عمل کی منصوبہ بندی کرے- شواہد بتاتے ہیں کہ انسانی تاریخ بظاہر اپنے خاتمہ کے دور میں پہنچ چکی ہے-

اب اپنی اصلاح کے لیے انسان کے پاس بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے- لوگوں کے لیے فرض کے درجے میں ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اُس وقت کی تیاری کریں جس کے لیے قرآن میں یہ الفاظ آئے ہیں: فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعةً ولا يستقدمون (7:34) یعنی جب اُن کا وقت آ جائے گا تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے-

آخرت کا اعلان

خدا نے موجودہ زمین (planet earth) کو انسان کے عارضی قیام کے لئے بنایا ہے- اس کی ایک مدت مقرر ہے- زمین کا لائف سپورٹ سسٹم (life support system) بھی اِسی محدود مدت کے اعتبار سے بنایا گیا ہے-

خدا کے علم کے مطابق، جب یہ محدود مدت پوری ہوگی تو اس کے فوراً بعد صور پھونک دیا جائے گا جو اِس بات کا اعلان ہوگا کہ انسانی تاریخ کا پہلا دور ختم ہو چکا، اب وہ وقت آ گیا ہے، جب کہ انسان کے لئے دوسرے دورِ تاریخ کا آغاز کر دیا جائے -

منصوبہ خداوندی کے مطابق، اس کے بعد اِس دنیا کو توڑ کر ایک اور زیادہ بہتر دنیا بنائی جائے گی - اِس دوسری دنیا میں صرف وہ لوگ جگہ پائیں گے جو موجودہ دنیا میں اپنے آپ کو اس کا مستحق امیدوار (deserving candidate) ثابت کر چکے تھے-

خدا کو یہ مطلوب ہے کہ صور پھونکے جانے سے پہلے کچھ ایسی نشانیاں ظاہر ہوں جو پیشگی طور پر انسان کو یہ خبر دیں کہ موجودہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور دوسری دنیا شروع ہونے والی ہے- تم اپنی

غلطیوں کی اصلاح کرلو اور اگلی دنیا میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس مقصد کے لئے خدا نے پیشگی طور پر الارم (alarm) دینے کا جو انتظام کیا ہے، اس کو ویک اَپ کال (wake-up call) کہہ سکتے ہیں ۔ اِس الارم یا ویک اَپ کال کی دو خاص نشانیاں ہیں— ایک، فطرت میں، اور دوسری تاریخ میں ۔ حالات بتاتے ہیں کہ دونوں قسم کے الارم بج چکے ۔ اگر چہ اس کو سننا صرف اُن لوگوں کے لئے ممکن ہے جو خاموش آواز کو سننے کی صلاحیت رکھتے ہوں ۔

فطرت کے الارم کی ایک نمایاں مثال یہ ہے کہ ہماری زمین میں زندگی کے جو وسائل (resources) رکھے گئے تھے، وہ نہایت تیزی سے ختم ہو رہے ہیں ۔ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ وسائل اب بظاہر خاتمہ کی آخری حد پر پہنچ چکے ہیں ۔ یہ بات قرآن میں پیشگی طور پر بتادی گئی تھی کہ دنیا میں جو وسائلِ حیات ہیں، وہ محدود ہیں، نہ کہ لامحدود (15:21)۔

موجودہ زمانے میں جس طرح ہر چیز تحقیق (research) کا موضوع بنی ہوئی ہے، اسی طرح فطرت کے وسائل (natural resurces) پر بھی بڑے پیمانے پر رسرچ ہو رہی ہے ۔ اس سلسلے میں کافی میٹریل چھپ کر سامنے آچکا ہے ۔ یہاں ہم اِس نوعیت کی چند کتابوں کا حوالہ درج کرتے ہیں:

1. *The Limits to Growth* by Donella H. Meadows, Dennis L. Meadows, Jorgen Randers Universe Books, 1972, pp. 205, Printed in the USA

2. *The End of Nature* by Bill Mc Kibben, Anchor, 1989, pp. 195, printed in the USA

3. *Beyond the Limits* Donella Meadows, Dennis Meadows, Jorrgen Randers, Chelsea Green, 1992, Pages 320, Printed in the USA

مذکورہ بالا کتابیں اور اس طرح کی دوسری کتابیں بتاتی ہے کہ فطرت (nature) کے وسائل ابتدا ہی سے محدود ہیں ۔ انسان نے، خاص طور پر موجودہ ترقی کے زمانے میں، ان وسائل کا

لامحدود استعمال کیا، جس کا تحمل ہماری محدود دنیا نہیں کرسکتی تھی- اب یہ وسائل اتنا زیادہ کم ہوچکے ہیں کہ ہر طرف سسٹینیبل ڈیولپمینٹ (sustainable development) کی باتیں ہورہی ہیں- مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سسٹینیبل ڈولپمنٹ کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ وسائل کے خاتمہ کا معاملہ ہے-

وسائل کا یہ خاتمہ اتنا زیادہ حتمی بن چکا ہے کہ بعض سائنس دانوں مثلاً اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) نے یہ تجویز کیا ہے کہ انسانی نسل کو اگر باقی رکھنا ہے تو ہم کو خلائی بستیاں (space colonies) بنانا چاہیے- مگر ظاہر ہے کہ یہ صرف ایک سائنٹفک جوک (scientific joke) ہے، نہ کہ حقیقی معنوں میں کوئی قابلِ عمل تجویز-

قیامت کے الارم کا دوسرا پہلو وہ ہے جس کو تاریخی پہلو کہا جاسکتا ہے- اس تاریخی پہلو کی غالباً سب سے زیادہ نمایاں مثال نوح کی کشتی (Ark of Noah) کا ظہور ہے- کشتی نوح کے ظہور کا معاملہ کوئی سادہ معاملہ نہیں ہے- وہ تاریخی شہادت (historical evidence) کی زبان میں پیغمبرانہ مشن کا ایک علامتی بیان ہے-

کشتی نوح یا دابّہ گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت نوح اور اسی طرح خدا کے دوسرے بہت سے پیغمبر دنیا میں آئے، لیکن انسان نے ان کو اتنا زیادہ نظر انداز کیا کہ اپنی مدوّن تاریخ (recoded history) میں ان کا اندراج تک نہیں کیا-

یہ کشتی نوح یا دابّہ اُس تاریخ کو بیان کررہے ہیں جب کہ پیغمبر نے اپنے زمانے کے انسانوں کو آگاہ کیا کہ اگر انھوں نے پیغمبر کی بات نہیں مانی تو وہ خدا کی پکڑ میں آجائیں گے، اور اب یہ واقعہ عملاً پیش آگیا- حقیقت یہ ہے کہ کشتی نوح یا دابّہ خدا کے تخلیقی منصوبہ (creation plan) کا علامتی اظہار ہیں- وہ خدا کے تخلیقی منصوبے کے بارے میں ایک زندہ شہادت (living evidence) کی حیثیت رکھتے ہیں-

محاسبۂ آخرت کا اعلان

قرآن ساتویں صدی عیسوی کے ربع اول میں اترا- اُس وقت کشتی نوح کا ماضی بھی لامعلوم تھا

اور اس کا مستقبل بھی لامعلوم۔ نزولِ قرآن کی ہزار سال سے بھی زیادہ مدت گزرنے کے بعد کشتی نوح کے ماضی کے بارے میں قرآن کا بیان کامل طور پر درست ثابت ہوا۔

اِسی طرح یقینی ہے کہ کشتی نوح کے مستقبل کے بارے میں قرآن کا بیان کامل طور پر درست ثابت ہوگا۔ ماضی کے بارے میں قرآن کے بیان کا درست ثابت ہونا اپنے آپ میں اِس بات کا ثبوت ہے کہ مستقبل کے بارے میں بھی اُس کا بیان درست ثابت ہو۔ ایک پہلو سے قرآن کی اعتباریت (credibility) ثابت ہونے کے بعد دوسرے پہلو سے قرآن کی اعتباریت اپنے آپ درست ثابت ہوجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کشتی نوح کا ظہور علامتی طور پر ایک پوری تاریخ کا ظہور ہے، یہ خدا کے تخلیقی منصوبہ اور اس کے مطابق پیغمبرانہ مشن کی صداقت کا مستند اعلان ہے۔ کشی نوح کا ظہور انسان کو یہ پیغام دیتا ہے کہ — اے لوگو، محاسبہ کا وقت بہت قریب آچکا۔ خدا کے سامنے پیش ہونے کی تیاری کرو، اِس سے پہلے کہ تم کو خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے کھڑا کردیا جائے۔

کشتی نوح کا ظہور سادہ طور پر صرف آرکیالوجی (archaeology) کا ایک آئٹم نہیں ہے، وہ خدا کے تخلیقی پلان کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔ کشتی نوح علامتی طور پر بتاتی ہے کہ پیدا کرنے والے نے انسان کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے، اور اِس مقصد کے تحت آخر کار اس کے مستقبل کے بارے میں کیا فیصلہ ہونے والا ہے۔

خلاصۂ کلام

انسان کی تاریخ حضرت آدم سے شروع ہوتی ہے۔ اِس کے بعد ایک لمبا دور ہے جب کہ خدا کے منتخب بندے اٹھے۔ انھوں نے پیغمبر کی حیثیت سے لوگوں کو بتایا کہ تخلیق کے بارے میں خالق کا نقشہ کیا ہے۔ انسان کا خالق انسان سے کیا چاہتا ہے اور آخر کار انسان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ دعوت یا اعلان کا یہ کام لمبی مدت تک جاری رہا۔

اِس کے بعد دوسرا دور وہ ہے جس کو انتباہ (alarm) کا دور کہا جاسکتا ہے، یعنی آنے والے وقت سے

پیشگی طور پر لوگوں کو باخبر کرنا- انتباہ کا یہ کام کشتی نوح کے ظہورِ ثانی یا دابہ کے حوالے سے انجام پاناتھا- بظاہر انتباہ کا یہ کام ہوچکا اور اب وہ وقت زیادہ دور نہیں جب کہ قبل از قیامت دور ختم ہو اور انسانی تاریخ اپنے خاتمہ (end) تک پہنچ جائے-

اِس کے بعد تیسرا دور شروع ہوگا جس کا آغاز صورِ اسرافیل سے ہوگا- اسلامی عقیدے کی رُو سے جب وہ وقت آجائے گا کہ اللہ کے علم کے مطابق، عمل کی مہلت ختم ہوگئی اور انجام کا دور آگیا، اُس وقت فرشتہ اسرافیل صور پھونکے گا اور پھر اچانک انسانی زندگی کا آخری اور ابدی دور شروع ہوجائے گا جس کی خبر تمام پیغمبروں نے دی تھی-

---

دعوتی مقصد کے لیے مشرقی یوپی، خاص طور پر لکھنؤ اور اطراف کے قارئین، حسب ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں:

Hafiz Mohammad Salman Noori
Madrasa S. Umar Farooq
Rustam Nagar, Chawk, Lucknow-226 003
Mob. +91-9839801027
E-mail: msuflko@gmail.com

بنگلور میں مولانا وحید الدین خاں کی اردو، ہندی اور انگریزی کتابیں،
قرآن مجید کے ترجمے، دعوتی لٹریچر اور ماہ نامہ الرسالہ حسب ذیل پتہ پر دستیاب ہیں:

Centre for Peace, Bangalore
Tel. 080-22239121, Mob. 09886243194
Email.: thecentreforpeace@gmail.com

الرسالہ مشن کے ذریعے آپ کی زندگی میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے، ہم آپ کی زبان میں اس کو مرتب کرنا چاہتے ہیں- آپ اِس سلسلے میں اپنے تجربات اور واقعات اردو یا انگریزی میں، نام و پتہ کی مکمل تفصیل کے ساتھ، واضح اور متعین انداز میں لکھ کر حسب ذیل پتے پر روانہ فرمائیں:

Al-Risala
1, Nizamuddin West Market, New Delhi-110 013
Tel. 011-41827083, 46521511
E-mail: znadwi@yahoo.com

ایک خصوصی اسکیم

مسجدوں اور اداروں کے لیے مولانا وحید الدین خاں صاحب کی 10 کتابوں کا ایک منتخب دعوتی اور تربیتی سیٹ تیار کیا گیا ہے۔ خواہش مند حضرات اپنا آرڈر روانہ کر کے خصوصی رعایت پر اس کو حاصل کرسکتے ہیں۔ ڈاک خرچ ادارے کے ذمّے ہوگا۔ یہ آرڈر صرف ڈی۔ڈی یا M. O. کے ذریعے روانہ کیا جائے گا۔ یہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کی جاسکتی ہے۔ بینک اکاؤنٹ کی تفصیل ٹائٹل کے اندرونی صفحہ (inner cover) پر موجود ہے۔ یہ اُن حضرات کے لئے ایک سنہرا موقع ہے جو اپنی طرف سے مسجدوں اور اداروں کو یہ سیٹ ہدیہ کرنا چاہتے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

مسجد سیٹ

1 تذکیر القرآن (اُردو یا ہندی یا انگریزی)
2 کتابِ معرفت
3 اسلامی زندگی
4 قال اللہ و قال الرسول
5 مطالعۂ حدیث
6 سیرتِ رسول
7 الربانیہ
8 دینِ انسانیت
9 عظمتِ اسلام
10 اسلام ایک تعارف

رعایتی قیمت صرف: Rs. 600/-

ادارہ سیٹ

1 تذکیر القرآن (اُردو یا ہندی یا انگریزی)
2 کتابِ معرفت
3 مطالعۂ سیرت
4 مسائلِ اجتہاد
5 الاسلام
6 فکرِ اسلامی
7 دین و شریعت
8 تجدیدِ دین
9 مذہب اور جدید چیلنج
10 حکمتِ اسلام

رعایتی قیمت صرف: Rs. 600/-

Goodword Books
1, Nizamuddin West Market, New Delhi 110013
Tel. 011 4182 7083, 4652 1511, Fax: 011 4565 1771
email: info@goodwordbooks.com
www.goodwordbooks.com

Rahnuma-e-Zindagi
by
Maulana Wahiduddin Khan
ETV Urdu
Monday to Thursday 5.00 am

ISLAM FOR KIDS
by
Saniyasnain Khan
ETV Urdu
Every Sunday 9.00 am

عصری اسلوب میں اسلامی لٹریچر، مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

اللہ اکبر
اتحاد ملت
احیاء اسلام
اسباق تاریخ
اسفار ہند
اسلام: ایک تعارف
اسلام: ایک عظیم جدوجہد
اسلام اور عصر حاضر
اسلام پندرہویں صدی میں
اسلام دور جدید کا خالق
اسلام دین فطرت
اسلام کا تعارف
اسلام کیا ہے
اسلامی تعلیمات
اسلامی دعوت
اسلامی زندگی
اقوال حکمت
الاسلام
الربانیۃ
امن عالم
امہات المومنین
انسان اپنے آپ کو پہچان
انسان کی منزل
ایمانی طاقت
آخری سفر
باغ جنت
پیغمبر اسلام
پیغمبر انقلاب
تذکیر القرآن
تاریخ دعوت حق
تاریخ کا سبق
تبلیغی تحریک
تجدید دین
تزکیۂ نفس
تصویر ملت
تعارف اسلام
تعبیر کی غلطی
تعدد ازواج
تعمیر انسانیت
تعمیر حیات

تعمیر کی طرف
تعمیر ملت
حدیث رسول
حکمتِ اسلام
حقیقت حج
حقیقت کی تلاش
حل یہاں ہے
حیات طیبہ
خاتونِ اسلام
خاندانی زندگی
خدا اور انسان
خلیج ڈائری
دعوت اسلام
دعوت حق
دین انسانیت
دین کامل
دین کی سیاسی تعبیر
دین کیا ہے
دین و شریعت
دینی تعلیم
ڈائری 1983-84
ڈائری 1989-90
ڈائری 1991-92
ڈائری 1993-94
رازِ حیات
راہ عمل
راہیں بند نہیں
روشن مستقبل
رہنمائے حیات (کتابچہ)
رہنمائے حیات
زلزلۂ قیامت
سبق آموز واقعات
سچا راستہ
سفرنامہ اسپین و فلسطین
سفرنامہ (غیر ملکی اسفار، جلد اول)
سفرنامہ (غیر ملکی اسفار، جلد دوم)
سوشلزم اور اسلام
سوشلزم ایک غیر اسلامی نظریہ
سیرت رسول
شتم رسول کا مسئلہ

صراطِ مستقیم
صوم رمضان
طلاق اسلام میں
ظہور اسلام
عظمت اسلام
عظمت صحابہ
عظمت قرآن
عظمتِ مومن
عقلیاتِ اسلام
علما اور دور جدید
عورت معمارِ انسانیت
فسادات کا مسئلہ
فکر اسلامی
کامیاب ازدواجی زندگی
قال اللہ وقال الرسول
قرآن کا مطلوب انسان
قیادت نامہ
قیامت کا الارم
کاروانِ ملت
کتابِ زندگی
کتابِ معرفت
کشمیر میں امن
مارکسزم: تاریخ جس کو رد کر چکی ہے
مذہب اور جدید چیلنج
مذہب اور سائنس
مسائل اجتہاد
مضامین اسلام
مطالعۂ حدیث
مطالعۂ سیرت (کتابچہ)
مطالعۂ سیرت
مطالعۂ قرآن
منزل کی طرف
مولانا مودودی: شخصیت اور تحریک
میوات کا سفر
نار جہنم
نشری تقریریں
ہندستان آزادی کے بعد
ہندستانی مسلمان
ہند-پاک ڈائری
یکساں سول کوڈ

Date of Posting 10th and 11th of advance month
Published on the 1st of every month

Postal Regn. No. DL(S)-01/3130/2012-14
RNI 28822/76
Licenced to Post without Prepayment U (SE) 12/2012-14

Bringing you a splendid range of Islamic books and children's products

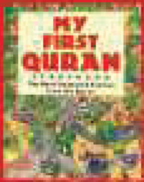

Here for young readers and listeners, are all the best treasured stories of the Quran in one beautifully illustrated volume. The stirring and dramatic stories of the great prophets, peoples and nations are unfolded as a family saga, one event leading naturally to the next.

A fascinating handbook to all the key people in the Quran. Find out Quran's most important people; Discover the strengths and weaknesses of the people of the Quran; Locate the Quranic passages on key people; Learn the meaning and message of the stories from the Quran.

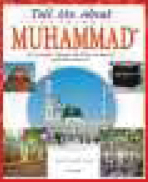

The book presents the life of the Prophet Muhammad, upon whom be peace, from his childhood in the desert to his divine mission and early preaching in Makkah.

The answers to every child's longing to hear a good bedtime story

- A simple text
- Fabulous colour illustrations

The book offers a special dimension to these wonderful goodnight stories.

Professor Abdur Rahim's eight-volume series of textbooks enable the student to acquire a knowledge of Arabic in the classical structural form. All the books teach essential language skills through applied grammar.

New Releases...

www.goodwordbooks.com

AL-RISALA (URDU) MONTHLY
1, Nizamuddin West Market,
New Delhi - 110 013